قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ
الفضل
لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

منگل 10 مئی 2022ء | 09 شوال 1443 ہجری قمری | 10 ہجرت 1401 ہجری شمسی | جلد: 4 | شمارہ: 111

فرمانِ رسول ﷺ

حضرت ابو بریدہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علیؓ کو فرمایا کہ ایک نظر کے بعد دوسری نظر نہ ڈالو۔ کیونکہ (اچانک پڑنے والی) پہلی نظر معاف ہے۔ لیکن اس کے بعد دوسری نظر معاف نہیں۔

(سنن ابو داؤد، کتاب النکاح باب مَا یُؤۡمَرُ بِہٖ مِنۡ غَضِّ الۡبَصَرِ حدیث نمبر 382)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

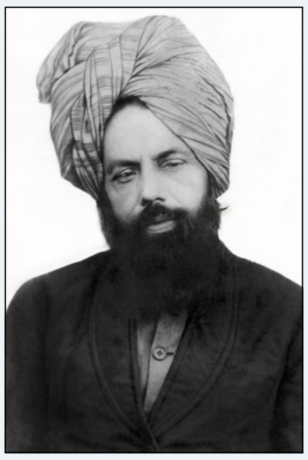

اسلام میں غضِ بصر کی تعلیم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’مومن کو نہیں چاہئے کہ دریدہ دہن بنے یا بے محابا اپنی آنکھ کو ہر طرف اٹھائے پھرے۔ بلکہ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِھِمۡ (النور: 31) پر عمل کر کے نظر کو نیچی رکھنا چاہئے اور بد نظری کے اسباب سے بچنا چاہئے۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 533 ایڈیشن 1988ء)

’’سو چونکہ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہماری آنکھیں اور دل اور ہمارے خطرات سب پاک رہیں اس لئے اس نے یہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم فرمائی۔ اس میں کیا شک ہے کہ بے قیدی ٹھوکر کا موجب ہو جاتی ہے۔ اگر ہم ایک بھوکے کتے کے آگے نرم نرم روٹیاں رکھ دیں اور پھر امید رکھیں کہ اس کتے کے دل میں خیال تک ان روٹیوں کا نہ آوے تو ہم اپنے اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ نفسانی قویٰ کو پوشیدہ کارروائیوں کا موقع بھی نہ ملے اور ایسی کوئی بھی تقریب پیش نہ آوے جس سے بدخطرات جنبش کر سکیں۔‘‘

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 343-344)

ارشادِ باری تعالیٰ

اَلۡخَبِیۡثٰتُ لِلۡخَبِیۡثِیۡنَ وَ الۡخَبِیۡثُوۡنَ لِلۡخَبِیۡثٰتِ ۚ وَ الطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیۡنَ وَ الطَّیِّبُوۡنَ لِلطَّیِّبٰتِ ۚ اُولٰٓئِکَ مُبَرَّءُوۡنَ مِمَّا یَقُوۡلُوۡنَ ؕ لَہُمۡ مَّغۡفِرَۃٌ وَّ رِزۡقٌ کَرِیۡمٌ ﴿۲۷﴾

(النور: 27)

ترجمہ: ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کے لئے ہیں اور ناپاک مرد ناپاک عورتوں کے لئے ہیں۔ اور پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لئے ہیں اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لئے ہیں۔ یہ لوگ اُس سے بری الذمہ ہیں جو وہ کہتے ہیں۔ اِنہی کے لئے مغفرت ہے اور عزت والا رزق ہے۔

فرمانِ خلیفہ وقت

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’غضِ بصر سے کام لیں۔ یعنی اپنی آنکھ کو اس چیز کو دیکھنے سے روکے رکھیں جس کا دیکھنا منع ہے۔ یعنی بلاوجہ نامحرم عورتوں کو نہ دیکھیں۔ جب بھی نظر اٹھا کر پھریں گے تو پھر تجسس میں آنکھیں پیچھا کرتی چلی جاتی ہیں اس لئے قرآن شریف کا حکم ہے کہ نظریں جھکا کے چلو۔ اسی بیماری سے بچنے کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ نیم وا آنکھوں سے چلو۔ یعنی ادھ کھلی آنکھوں سے، راستوں پر پوری آنکھیں پھاڑ کر نہ چلو۔ بند بھی نہ ہوں کہ ایک دوسرے کو ٹکریں مارتے پھرو۔ لیکن اتنی کھلی ہوں کہ کسی بھی قسم کا تجسس ظاہر نہ ہو۔۔۔ تو مردوں کے لئے تو پہلے ہی حکم ہے کہ اپنی نظریں نیچی رکھو اور اگر مرد اپنی نظریں نیچی رکھیں گے تو بہت سی برائیوں کا تو یہیں خاتمہ ہو جاتا ہے۔ پھر مومن عورتوں کے لئے حکم ہے کہ غضِ بصر سے کام لیں اور آنکھیں نیچی رکھا کریں۔ اگر عورت اونچی نظر کر کے چلے گی تو ایسے مرد جن کے دلوں پر شیطان نے قبضہ کیا ہوا ہے وہ تو پھر ان عورتوں کے لئے مشکلات ہی پیدا کرتے رہیں گے۔‘‘

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 86 تا 88)

اس شمارہ میں

- چولہ بابا نانکؒ (منظوم)
- کتاب تعلیم کی تیاری
- قرآنی انبیاء۔ عجیب قبریں
- بچوں میں نماز باجماعت کی عادت قائم کرنے میں ماؤں کا کردار
- برکینا فاسو میں ’’مسجد بیت الرحمٰن‘‘ کا افتتاح
- حضرت امام الشافعی رحمۃ اللہ علیہ
- جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا کی سالانہ کھیلیں 2022ء

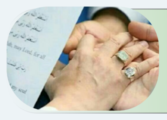

دربارِ خلافت

عہدیدران، دوست بن کے لوگوں کے ساتھ رہیں

طارق محمود صاحب، صدر جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا:

اُن کو سمجھاتے رہیں کہ اگر تم جماعت کا ممبر اپنے آپ کو سمجھتے ہو تو پھر جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے جو فرمایا ہوا ہے اُس کو دیکھو کیا فرمایا ہے۔ اور اُن شرائط کی پابندی کرنے کی کوشش تو کرو۔ اپنا عہد دہراتے ہو تو اُس عہد کو پورا کرنے کی کوشش تو کرو۔ اور آہستہ آہستہ سمجھاتے رہیں۔ اگر خود کوئی انکار کر دیتا ہے کہ میں احمدی نہیں ہوں اور مجھے نہ چھیڑو تو اَور بات ہے۔نہیں تو اُس کو سمجھانا آپ کا کام ہے، پیار سے سمجھاتے رہیں قریب لانے کی کوشش کرتے رہیں۔ بگڑے ہوئے ہوتے ہیں اُن کو قریب لانا بھی تو کمال ہے آپ لوگوں کا ہی۔ آپ لوگ، جس طرح میں پہلے کہہ چکا ہوں، دوست بن کے لوگوں کے ساتھ رہیں۔ اگر کوئی نہیں آتا تو اُس کو یہ نہ لگ جائیں کہنے کہ چلو نماز پہ آیا کرو۔ یا فلاں دن اجلاس ہے تو اجلاس پہ آؤ۔ یا اپنا چندہ وقف جدید دو، تحریک جدید دو۔ ٹھیک ہے۔ اُس کو کچھ نہ کہیں۔ ایسے لوگوں کو صرف فون کر کے مہینہ میں ایک دفعہ حال پوچھ لیا کریں کہ کیا حال ہے آپ کا؟ آہستہ آہستہ وہ لوگ آپ کے قریب آنا شروع ہو جائیں گے ویسے ہی۔کوئی demand نہیں کرنی کوئی اُن سے کچھ نہیں کہنا، صرف اُن کا حال پوچھنا ہے کہ خیال آیا، آپ کا حال پوچھ لوں۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ۔وَعَلَیْکُمُ السَّلَام۔ بس۔ یا اگر کوئی، کسی کے گھر کے قریب سے گزرے تو دیکھا اگر وقت ہے مناسب، اِس وقت وہ مل سکتا ہے بندہ، اور disturb نہیں ہو گا۔تو اُس کا گھر knock کر کے کہہ دیا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ۔ میں یہاں سے گزر رہا تھا، میں نے کہا آپ کو سلام کرتا جاؤں۔ بس۔ کیا حال ہے آپ کا؟ ٹھیک ہیں؟ بس۔ کیونکہ آپ ہماری جماعت میں ہیں اس لئے مجھے خیال آیا کہ ممبران سے ملنا چاہئے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہنے آیا تھا میں۔ اس طرح اگر آپ رکھیں گے تعلقات تو لوگ پھر آہستہ آہستہ ٹھیک ہو جاتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مزید فرمایا:

یہ محنت کرنی پڑتی ہے، محنت کرنی پڑتی ہے صدر صاحب۔ یوں ہی نہیں مل جاتے۔۔۔

مبشر احمد صاحب صدر جماعت کے سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا:

بات یہ ہے کہ مالی قربانی بھی جتنی آپ کوشش کرتے ہیں۔تحریک جدید اور وقف جدید کے چندہ کے لئے اور چندہ عام کی وصولی کے لئے اُتنی کوشش آپ کا شعبہ تربیت جو ہے نمازیں پڑھانے کے لئے نہیں کرتا۔ نہ اُن کو قرآن کریم پڑھنے کی طرف توجہ دلانے کے لئے کرتا ہے۔ مال کے عشرے تو منا لیتے ہیں تربیت کا عشرہ جو مناتے ہیں وہ بھی، اس طرح کا مناتے ہیں کہ چلو! کوئی شامل ہو گیا کوئی نہ ہوا۔ اور اُس میں وہ زور نہیں ہوتا۔توجہ نہیں ہوتی۔تو آپکا سارا زور جو ہوتا ہے، ساری machinery جو ہوتی ہے مال اکٹھا کرنے میں لگی ہوئی ہے۔ یہ tax تو نہیں ہم نے اکٹھا کرنا۔ اصل چیز تربیت ہے۔ اگر تربیت ہو جائے گی تو چندہ خود بخود آنا شروع ہو جائے گا۔ اسی لئے شعبہ تربیت کو فعال کریں اور جب شعبہ تربیت فعال ہو گا تو شعبہ وصیت کی خود بخود مدد ہو جائے گی۔شعبہ وصیت اپنے طور پر بھی کام کرے کہ وصیت کی طرف جائیں، رسالہ الوصیت پڑھیں۔ رسالہ الوصیت کے اقتباسات نکال نکال کے، چھوٹے چھوٹے passages جس میں توجہ دلائی گئی ہے

بقیہ صفحہ 10 پر

چولہ بابا نانکؒ

(کلام حضرت مسیح موعودؑ)

یہی پاک چولا ہے سکھوں کا تاج
یہی کابلی مل کے گھر میں ہے آج

یہی ہے کہ نوروں سے معمور ہے
جو دور اِس سے اُس سے خدا دور ہے

یہی جنم ساکھی میں مذکور ہے
جو انگد سے اس وقت مشہور ہے

اسی پر وہ آیات ہیں بیّنات
کہ جن سے ملے جاودانی حیات

یہ نانک کو خلعت ملا سرفراز
خدا سے جو تھا درد کا چارہ ساز

اسی سے وہ سب راز حق پا گیا
اسی سے وہ حق کی طرف آ گیا

اسی نے بلا سے بچایا اسے
ہر اک بد گہر سے چھوڑایا اسے

ذرا سوچو سکھو! یہ کیا چیز ہے
یہ اس مرد کے تن کا تعویذ ہے

یہ اس بھگت کا رہ گیا اک نشاں
نصیحت کی باتیں حقیقت کی جاں

گرنتھوں میں ہے شک کا اک احتمال
کہ انساں کے ہاتھوں سے ہیں دست مال

جو پیچھے سے لکھتے لکھاتے رہے
خدا جانے کیا کیا بناتے رہے

گماں ہے کہ نقلوں میں ہو کچھ خطا
کہ انساں نہ ہووے خطا سے جدا

مگر یہ تو محفوظ ہے بالیقیں
وہی ہے جو تھا اس میں کچھ شک نہیں

اسے سر پہ رکھتے تھے اہل صفا
تذلل سے جب پیش آتی بلا

جو نانک کی مدح و ثنا کرتے تھے
وہ ہر شخص کو یہ کہا کرتے تھے

کہ دیکھا نہ ہو جس نے وہ پارسا
وہ چولہ کو دیکھے کہ ہے رہنما

جسے اس کے مَت کی نہ ہووے خبر
وہ دیکھے اسی چولہ کو اک نظر

اسے چوم کر کرتے رو رو دعا
تو ہو جاتا تھا فضل قادر خدا

اسی کا تو تھا معجزانہ اثر
کہ نانک بچا جس سے وقت خطر

بچا آگ سے اور بچا آب سے
اسی کے اثر سے نہ اسباب سے

اداریہ

کتاب تعلیم کی تیاری

قسط 41

اس عنوان کے تحت درج ذیل تین عناوین پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اکٹھے کئے جا رہے ہیں۔

1. اللہ تعالیٰ کے حضور ہمارے کیا فرائض ہیں؟
2. نفس کے ہم پر کیا حقوق ہیں؟
3. بنی نوع کے ہم پر کیا کیا حقوق ہیں؟

اللہ تعالیٰ کے حقوق

نماز کیا ہے؟ یہ ایک خاص دُعا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ لوگ اس کو بادشاہوں کا ٹیکس سمجھتے ہیں۔ نادان اتنا نہیں جانتے کہ بھلا خدائے تعالیٰ کو ان باتوں کی کیا حاجت ہے۔ اس کی غناء ذاتی کو اس بات کی کیا حاجت ہے کہ انسان دُعا اور تسبیح اور تہلیل میں مصروف ہو۔ بلکہ اس میں انسان کا اپنا ہی فائدہ ہے کہ وہ اس طریق سے اپنے مطلب کو پہنچ جاتا ہے۔

مجھے یہ دیکھ کر بہت افسوس ہوتا ہے کہ آجکل عبادت اور تقویٰ اور دینداری سے محبت نہیں ہے۔ اس کی وجہ ایک عام زہریلا اثر رسم کا ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی محبّت سرد ہو رہی ہے اور عبادت میں جس قسم کا مزا آنا چاہیئے۔ وہ مزا نہیں آتا۔ دُنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں جس میں لذّت اور ایک خاص حظّ اللہ تعالیٰ نے رکھا نہ ہو۔ جس طرح پر ایک مریض ایک عمدہ سے عمدہ خوش ذائقہ چیز کا مزا نہیں اُٹھا سکتا اور وہ اسے بالکل تلخ یا پھیکا سمجھتا ہے اسی طرح سے وہ لوگ جو عبادت الٰہی میں حظ اور لذّت نہیں پاتے ان کو اپنی بیماری کا فِکر کرنا چاہیئے۔ کیونکہ جیسا میں نے ابھی کہا ہے دُنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس میں خدائے تعالیٰ نے کوئی نہ کوئی لذّت نہ رکھی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو عبادت کے لئے پیدا کیا تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس عبادت میں اس کے لئے ایک لذّت اور سُرور نہ ہو؟ لذّت اور سُرور تو ہے مگر اس سے حظ اُٹھانے والا بھی تو ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ (الذاریات:57)۔ اب انسان جب عبادت ہی کے لئے پیدا ہوا ہے، ضروری ہے کہ عبادت میں لذّت اور سُرور بھی درجہ غایت کا رکھتا ہو۔ اس بات کو ہم اپنے روزمرہ کے مشاہدہ اور تجربہ سے خوب سمجھ سکتے ہیں۔ مثلاً دیکھو اناج اور تمام خوردنی اور نوشیدنی اشیاء انسان کے لئے پیدا کی ہیں تو کیا اُن سے وہ ایک لذّت اور حظ نہیں پاتا ہے؟ کیا اُس ذائقہ اور مزے کے احساس کے لئے اس کے منہ میں زبان موجود نہیں؟ کیا وہ خوبصورت اشیاء کو دیکھ کر نباتات ہوں یا جمادات، حیوانات ہوں یا انسان حظ نہیں پاتا؟ کیا دل خوش کن اور سُریلی آوازوں سے اس کے کان محظوظ نہیں ہوتے؟ پھر کیا کوئی دلیل اَور بھی اس امر کے اثبات کے لئے مطلُوب ہے کہ عبادت میں لذّت نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے عورت اور مرد کو رغبت دی ہے۔ اب اس میں زبردستی نہیں کی بلکہ ایک لذّت بھی رکھ دی ہے۔ اگر محض توالد و تناسل ہی مقصود بالذات ہوتا تو مطلب پُورا نہ ہوسکتا۔ عورت اور مرد کی برہنگی کی حالت میں اُن کی غیرت قبول نہ کرتی کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ تعلق پیدا کریں۔ مگر اس میں ان کے لئے ایک حظ ہے اور ایک لذّت ہے۔ یہ حظ اور لذّت اس درجہ تک پہنچی ہے کہ بعض کوتاہ اندیش انسان اولاد کی بھی پرواہ اور خیال نہیں کرتے بلکہ اُن کو صرف حظ ہی سے کام اور غرض ہے۔ خدا تعالیٰ کی علّت غائی بندوں کا پیدا کرنا تھا اور اس سبب کے لئے ایک تعلق عورت اور مرد میں قائم کیا اور ضمناً اس میں ایک حظ رکھ دیا جو اکثر نادانوں کے لئے مقصود بالذات ہو گیا ہے۔

اسی طرح سے خوب سمجھ لو کہ عبادت بھی کوئی بوجھ اور ٹیکس نہیں اس میں بھی ایک لذّت اور سرُور ہے۔ اور یہ لذّت اور سرُور دُنیا کی تمام لذتوں اور تمام حظوظ نفس سے بالاتر اور بالا تر ہے۔ جیسے عورت اور مرد کے باہم تعلقات میں ایک لذّت ہے اور اس سے وہی بہرہ مند ہوسکتا ہے جو مرد ہے اور اپنے قویٰ صحیحہ رکھتا ہے۔ ایک نامرد اور مخنّث وہ حظ نہیں پا سکتا اور جیسے ایک مریض کسی عمدہ سے عمدہ خوش ذائقہ غذا کی لذّت سے محروم ہے اسی طرح پر ہاں ٹھیک ایسا ہی وہ کم بخت انسان ہے جو عبادت الٰہی سے لذّت نہیں پا سکتا۔

عورت اور مرد کا جوڑا تو باطل اور عارضی جوڑا ہے۔ میں کہتا ہوں حقیقی ابدی اور لذت مجسم کا جو جوڑا ہے وہ انسان اور خدائے تعالیٰ کا ہے۔ مجھے سخت اضطراب ہوتا ہے اور کبھی کبھی یہ رنج میری جان کو کھانے لگتا ہے کہ ایک دن اگر کسی کو روٹی یا کھانے کا مزا نہ آئے، طبیب کے پاس جاتا اور کیسی کیسی منّتیں اور خوشامدیں کرتا اور روپیہ خرچ کرتا اور دُکھ اُٹھاتا ہے کہ وہ مزا حاصل ہو۔ وہ نامرد جو اپنی بیوی سے لذّت حاصل نہیں کرسکتا بعض اوقات گھبرا گھبرا کر خودکشی کے ارادے تک پہنچ جاتا ہے۔ اور اکثر موتیں اس قسم کی ہو جاتی ہیں۔ مگر آہ! وہ مریض دل وہ نامرد کیوں کوشش نہیں کرتا جس کو عبادت میں لذّت نہیں آتی۔ اس کی جان کیوں غم سے نڈھال نہیں ہو جاتی؟ دُنیا اور اس کی خوشیوں کے لئے تو کیا کچھ کرتا ہے مگر ابدی اور حقیقی راحتوں کی وہ پیاس اور تڑپ نہیں پاتا کس قدر بے نصیب ہے۔ کیسا ہی محرُوم ہے! عارضی اور فانی لذّتوں کے علاج تلاش کرتا ہے اور پا لیتا ہے۔ کیا یہ ہوسکتا ہے کہ مستقل اور ابدی لذّت کے علاج نہ ہوں؟ ہیں اور ضروری ہیں۔ مگر تلاش حق میں مستقل اور پویا قدم درکار ہیں۔ قرآن کریم میں ایک موقع پر اللہ تعالیٰ نے صالحین کی مثال عورتوں سے دی ہے۔ اس میں بھی سِرّ اور بھید ہے۔ ایمان لانے والے کو آسیہ اور مریم سے مثال دی ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ مُشرکین میں سے مومنوں کو پیدا کرتا ہے۔ بہرحال عورتوں سے مثال دینے میں دراصل ایک لطیف راز کا اظہار ہے۔ یعنی جس طرح عورت اور مرد کا باہم تعلق ہوتا ہے اسی طرح پر عبُودیّت اور ربُوبیّت کا رشتہ ہے۔ اگر عورت اور مرد کی باہم موافقت ہو اور ایک دوسرے پر فریفتہ ہو تو وہ جوڑا ایک مبارک اور مفید ہوتا ہے ورنہ نظام خانگی بگڑ جاتا ہے اور مقصود بالذات حاصل نہیں ہوتا ہے۔ مرد اور جگہ خراب ہو کر صدہا قسم کی بیماریاں لے آتے ہیں۔ آتشک سے مجذوم ہو کر دُنیا میں ہی محروم ہو جاتے ہیں۔ اور اگر اولاد ہو بھی جائے تو کئی پُشت تک یہ سلسلہ چلا جاتا ہے اور اُدھر عورت بے حیائی کرتی پھرتی ہے اور عزّت و آبرُو کو ڈبو کر بھی سچّی راحت حاصل نہیں کرسکتی۔ غرض اس جوڑے سے الگ ہو کر کِس قدر بد نتائج اور فتنے پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح پر انسان رُوحانی جوڑے سے الگ ہو کر مجذوم اور مخذول ہو جاتا ہے دُنیاوی جوڑے سے زیادہ رنج و مصائب کا نشانہ بنتا ہے جیسا کہ عورت اور مرد کے جوڑے سے ایک قسم کی بقاء کے لئے حظ ہے اسی طرح پر عبُودیّت اور ربُوبیّت کے جوڑے میں ایک ابدی خدا کے لئے حظ موجود ہے۔ صُوفی کہتے ہیں کہ یہ حظ جس کو نصیب ہو جائے۔ وہ دُنیا اور مافیہا کے تمام حظوظ سے بڑھ کر ترجیح رکھتا ہے۔ اگر ساری عمر میں ایک بار بھی اُس کو معلوم ہو جائے تو وہ اس میں ہی فنا ہو جائے لیکن مشکل تو یہ ہے کہ دُنیا میں ایک بڑی تعداد ایسے لوگوں کی ہے جنہوں نے اس راز کو نہیں سمجھا اور ان کی نمازیں نری ٹکریں ہیں اور اوپرے دل کے ساتھ ایک قسم کی قبض اور تنگی سے صرف نشست و برخاست کے طور پر ہوتی ہے۔

مجھے اَور بھی افسوس ہوتا ہے کہ جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ بعض لوگ صرف اس لئے نمازیں پڑھتے ہیں کہ وہ دُنیا میں معتبر اور قابلِ عزّت سمجھے جائیں اور پھر اس نماز سے یہ بات اُن کو حاصل بھی ہو جاتی ہے یعنی وہ نمازی اور پرہیزگار کہلاتے ہیں پھر کیوں ان کو یہ کھا جانے والا غم نہیں لگتا کہ جب جھوٹ موٹ اور بے دلی کی نماز سے ان کو یہ مرتبہ حاصل ہو سکتا ہے، (تو کیا مخلص) بننے سے اُن کو عزّت نہ ملے گی اور کیسی عزت ملے گی۔

غرض میں دیکھتا ہوں کہ لوگ نمازوں میں غافل اور سُست اسی لئے ہوتے ہیں کہ اُن کو اس لذّت اور سُرور سے اطلاع نہیں جو اللہ تعالیٰ نے نماز کے اندر رکھا ہے اور بڑی بھاری وجہ کسل کی یہی ہے۔ پھر شہروں اور گاؤں میں تو اَور بھی سُستی اور غفلت ہوتی ہے۔ سو پچاسواں حصّہ بھی تو پُوری مستعدی اور سچی محبت سے اپنے مولا حقیقی کے حضور سر نہیں جُھکاتے۔ پھر سوال یہی ہوتا ہے کہ کیوں اُن کو اس لذّت کی اطلاع نہیں اور نہ کبھی اس مزے کو انہوں نے چکھا۔ اور مذاہب میں ایسے احکام نہیں ہیں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ہم اپنے کاموں میں مبتلا ہوتے ہیں اور مؤذن اذان دے دیتا ہے۔ پھر وہ سُننا بھی نہیں چاہتے۔ گویا اُن کے دل دُکھتے ہیں۔ یہ لوگ بہت ہی قابل رحم ہیں۔ بعض لوگ یہاں بھی ایسے ہیں کہ ان کی دوکانیں دیکھو تو مسجد کے نیچے ہیں مگر کبھی جا کر کھڑے بھی تو نہیں ہوتے۔

پس میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ سے نہایت سوز اور ایک جوش کے ساتھ یہ دُعا مانگنی چاہیے کہ جس طرح اور پھلوں اور اشیاء کی طرح

طرح کی لذتیں عطا کی ہیں نماز اور عبادت کا بھی ایک بار مزہ چکھا دے۔ کھایا ہوا یاد رہتا ہے۔ دیکھو اگر کوئی شخص کسی خوبصورت کو ایک سُرور کے ساتھ دیکھتا ہے تو وہ اُسے خوب یاد رہتا ہے اور پھر اگر کسی بدشکل اور مکروہ ہیئت کو دیکھتا ہے تو اس کی ساری حالت اس کے بالمقابل مجسّم ہو کر سامنے آ جاتی ہے۔ ہاں اگر کوئی تعلق نہ ہو تو کچھ یاد نہیں رہتا۔ اسی طرح بے نمازوں کے نزدیک نماز ایک تاوان ہے کہ ناحق صبح اُٹھ کر سردی میں وضو کر کے خواب راحت چھوڑ کر اور کئی قسم کی آسائشوں کو چھوڑ کر پڑھنی پڑتی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اُسے بیزاری ہے وہ اس کو سمجھ نہیں سکتا۔ اس لذت اور راحت سے جو نماز میں ہے اس کو اطلاع نہیں ہے۔ پھر نماز میں لذت کیونکر حاصل ہو۔

میں دیکھتا ہوں کہ ایک شرابی اور نشہ باز انسان کو جب سرور نہیں آتا تو وہ پے درپے پیالے پیتا جاتا ہے یہانتک کہ اس کو ایک قسم کا نشہ آ جاتا ہے۔ دانشمند اور زیرک انسان اس سے فائدہ اُٹھا سکتا ہے اور وہ یہ کہ نماز پر دوام کرے اور پڑھتا جاوے یہانتک کہ اس کو سُرور آ جاوے اور جیسے شرابی کے ذہن میں ایک لذت ہوتی ہے جس کا حاصل کرنا اس کا مقصود بالذات ہوتا ہے اسی طرح سے ذہن میں اور ساری طاقتوں کا رجحان نماز میں اسی سرور کو حاصل کرنا ہو اور پھر ایک خلوص اور جوش کے ساتھ کم از کم اس نشہ باز کے اضطراب اور قلق و کرب کی مانند ہی ایک دعا پیدا ہو کر وہ لذت حاصل ہو تو میں کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ یقیناً یقیناً وہ لذت حاصل ہو جائے گی۔ پھر نماز پڑھتے وقت ان مفاد کا حاصل کرنا بھی ملحوظ ہو جو اُس سے ہوتے ہیں اور احسان پیش نظر رہے۔ اِنَّ الۡحَسَنٰتِ یُذۡہِبۡنَ السَّیِّاٰتِ (ھود:115)۔ نیکیاں بدیوں کو زائل کر دیتی ہیں۔ پس ان حسنات کو اور لذات کو دل میں رکھ کر دُعا کرے کہ وہ نماز جو صدیقوں اور محسنوں کی ہے وہ نصیب کرے۔

(ملفوظات جلد نہم صفحہ 3 تا 8، ایڈیشن 1984ء)

نفس کے حقوق

جماعت کو اصلاح اخلاق کی ضرورت ہے

اس جماعت کو تیار کرنے سے غرض یہی ہے کہ زبان، کان، آنکھ اور ہر ایک عضو میں تقویٰ سرایت کر جاوے۔ تقویٰ کا نُور اس کے اندر اور باہر ہو۔ اخلاق حسنہ کا اعلیٰ نمونہ ہو۔ اور بیجا غصّہ اور غضب وغیرہ بالکل نہ ہو۔ مَیں نے دیکھا ہے کہ جماعت کے اکثر لوگوں میں غصّہ کا نقص اب تک موجود ہے تھوڑی تھوڑی سی بات پر کینہ اور بُغض پیدا ہو جاتا ہے۔ اور آپس میں لڑ جھگڑ پڑتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا جماعت میں سے کچھ حصہ نہیں ہوتا۔ اور مَیں نہیں سمجھ سکتا کہ اس میں کیا دقّت پیش آتی ہے کہ اگر کوئی گالی دے تو دوسرا چُپ کر رہے اور اس کا جواب نہ دے۔ ہر ایک جماعت کی اصلاح اوّل اخلاق سے شروع ہوا کرتی ہے۔ چاہئیے کہ ابتدا میں صبر سے تربیت میں ترقی کرے اور سب سے عمدہ ترکیب یہ ہے کہ اگر کوئی بدگوئی کرے تو اس کے لئے دردِ دل سے دُعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح کر دیوے۔ اور دل میں کینہ کو ہرگز نہ بڑھاوے۔ جیسے دنیا کے قانون ہیں ویسے خدا کا بھی قانون ہے جب دنیا اپنے قانون کو نہیں چھوڑتی تو اللہ تعالیٰ اپنے قانون کو کیسے چھوڑے۔ پس جب تک تبدیلی نہ ہو گی تب تک تمہاری قدر اس کے نزدیک کچھ نہیں۔ خدا تعالیٰ ہرگز پسند نہیں کرتا کہ حلم اور صبر اور عفو جو کہ عمدہ صفات ہیں ان کی جگہ درندگی ہو۔ اگر تم ان صفات حسنہ میں ترقی کرو گے تو بہت جلد خدا تک پہنچ جاؤ گے۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ جماعت کا ایک حصّہ ابھی تک ان اخلاق میں کمزور ہے۔ ان باتوں سے صرف شماتت اعداء ہی نہیں ہے بلکہ ایسے لوگ خود بھی قرب کے مقام سے گرائے جاتے ہیں۔

یہ سچ ہے کہ سب انسان ایک مزاج کے نہیں ہوتے۔ اسی لئے قرآن شریف میں آیا ہے۔ کُلٌّ یَّعۡمَلُ عَلٰی شَاکِلَتِہٖ (بنی اسرائیل:85)۔ بعض آدمی ایک قسم کے اخلاق میں اگر عمدہ ہیں تو دوسری قسم میں کمزور۔ اگر ایک خُلق کا رنگ اچھا ہے تو دوسرے کا بُرا۔ لیکن تاہم اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اصلاح ناممکن ہے۔

خَلق اور خُلق کے معنے

خُلق سے ہماری مراد شیریں کلامی ہی نہیں بلکہ خَلق اور خُلق دو الفاظ ہیں۔ آنکھ، کان، ناک وغیرہ جس قدر اعضاء ظاہری ہیں جن سے انسان کو حسین وغیرہ کہا جاتا ہے۔ یہ سب خَلق کہلاتے ہیں اور اس کے مقابل پر باطنی قویٰ کا نام خُلق ہے۔ مثلاً عقل، فہم، شجاعت، عفت، صبر وغیرہ اس قسم کے جس قدر قویٰ سرشت میں ہوتے ہیں وہ سب اسی میں داخل ہیں اور خُلق کو خَلق پر اس لئے ترجیح ہے کہ خَلق یعنی ظاہری جسمانی اعضاء میں اگر کسی قسم کا نقص ہو تو وہ ناقابل علاج ہوتا ہے۔ مثلاً ہاتھ اگر چھوٹا پیدا ہوا ہے تو اس کو بڑا نہیں کرسکتا۔ لیکن خُلق میں اگر کوئی کمی بیشی ہو تو اس کی اصلاح ہوسکتی ہے۔

ذکر کرتے ہیں کہ افلاطون کو علم فراست میں بہت دخل تھا اور اس کے دروازہ پر ایک دربان مقرر کیا ہوا تھا۔ جسے حکم تھا کہ جب کوئی شخص ملاقات کو آوے تو اوّل اس کا حلیہ بیان کرو۔ اس حلیہ کے ذریعہ وہ اس کے اخلاق کا حال معلوم کر کے پھر اگر قابلِ ملاقات سمجھتا تو ملاقات کرتا ورنہ ردّ کر دیتا۔ ایک دفعہ ایک شخص اس کی ملاقات کو آیا۔ دربان نے اطلاع دی۔ اس کے نقوش کا حال سُنکر افلاطون نے ملاقات سے انکار کر دیا۔ اس پر اس شخص نے کہلا بھیجا کہ افلاطون سے کہدو کہ جو کچھ تم نے سمجھا ہے بالکل درست ہے۔ مگر میں نے قوت مجاہدہ سے اپنے اخلاق کی اصلاح کر لی ہے۔ اس پر افلاطون نے ملاقات کی اجازت دے دی۔ پس خُلق ایسی شئے ہے جس میں تبدیلی ہوسکتی ہے۔ اگر تبدیلی نہ ہو سکتی تو یہ ظلم تھا۔ لیکن دعا اور عمل سے کام لو گے۔ تب اس تبدیلی پر قادر ہوسکو گے۔ عمل اس طرح سے کہ اگر کوئی شخص مُمسک ہے تو وہ قدرے قدرے خرچ کرنے کی عادت ڈالے اور نفس پر جبر کرے۔ آخر کچھ عرصہ کے بعد نفس میں ایک تغیر عظیم دیکھ لے گا اور اس کی عادت امساک کی دُور ہو جاوے گی۔ اخلاق کی کمزوری بھی ایک دیوار ہے جو خدا اور بندے کے درمیان حائل ہو جاتی ہے۔

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 127-129 ایڈیشن 1984ء)

بنی نوع کے حقوق

اپنی جماعت کے لئے ایک بہت ضروری نصیحت

آج کل زمانہ بہت خراب ہو رہا ہے۔ قسم قسم کا شرک بدعت اور کئی خرابیاں پیدا ہوگئی ہیں۔ بیعت کے وقت جو اقرار کیا جاتا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ یہ اقرار خدا کے سامنے اقرار ہے۔ اب چاہیئے کہ اس پر موت تک خوب قائم رہے ورنہ سمجھو کہ بیعت نہیں کی اور اگر قائم ہو گے تو اللہ تعالیٰ دین و دنیا میں برکت دے گا۔ اپنے اللہ کے منشا کے مطابق پُورا تقویٰ اختیار کرو۔ زمانہ نازک ہے۔ قہرِ الٰہی نمودار ہو رہا ہے جو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے موافق اپنے آپ کو بنالیگا۔ وہ اپنی جان اور اپنی آل و اولاد پر رحم کرے گا۔

دیکھو انسان روٹی کھاتا ہے۔ جب تک سیری کے موافق پوری مقدار نہ کھالے تو اُس کی بھوک نہیں جاتی۔ اگر وہ ایک بھورہ روٹی کا کھا لیوے تو کیا وہ بھوک سے نجات پائے گا؟ ہرگز نہیں۔ اور اگر وہ ایک قطرہ پانی کا اپنے حلق میں ڈالے تو وہ قطرہ اُسے ہرگز نہ بچا سکے گا بلکہ باوجود اس قطرہ کے وہ مرے گا۔ حفظ جان کے واسطے وہ قدر محتاط جس سے زندہ رہ سکتا ہے جبتک نہ کھالے اور نہ پیوے نہیں بچ سکتا۔ یہی حال انسان کی دینداری کا ہے۔ جبتک اس کی دینداری اس حد تک نہ ہو کہ سیری ہو بچ نہیں سکتا۔ دینداری، تقویٰ، خدا کے احکام کی اطاعت کو اس حد تک کرنا چاہیئے جیسے روٹی اور پانی کو اس حد تک کھاتے اور پیتے ہیں جس سے بھوک اور پیاس چلی جاتی ہے۔

خوب یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ خدا تعالیٰ کی بعض باتوں کو نہ ماننا اس کی سب باتوں کو ہی چھوڑنا ہوتا ہے۔ اگر ایک حصّہ شیطان کا ہے اور ایک اللہ کا تو اللہ تعالیٰ حصہ داری کو پسند نہیں کرتا۔ یہ سلسلہ اس کا اسی لئے ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی طرف آوے۔ اگرچہ خدا کی طرف آنا بہت مشکل ہوتا ہے اور ایک قسم کی موت ہے مگر آخر زندگی بھی اسی میں ہے۔ جو اپنے اندر سے شیطانی حصہ نکال کر پھینک دیتا ہے۔ وہ مبارک انسان ہوتا ہے اور اس کے گھر اور نفس اور شہر سب جگہ اس کی برکت پہنچتی ہے لیکن اگر اس کے حصہ میں ہی تھوڑا آیا ہے تو وہ برکت نہ ہوگی جب تک بیعت کا اقرار عملی طور پر نہ ہو۔ بیعت کچھ چیز نہیں ہے۔ جس طرح سے ایک انسان کے آگے تم بہت سی باتیں زبان سے کرو مگر عملی طور پر کچھ بھی نہ کرو تو وہ خوش نہ ہو گا۔ اسی طرح خدا کا معاملہ ہے وہ سب غیرت مندوں سے زیادہ غیرت مند ہے کیا ہوسکتا ہے کہ ایک تو تم اس کی اطاعت کرو و پھر ادھر اس کے دشمنوں کی بھی اطاعت کرو اس کا نام تو نفاق ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ اس مرحلہ میں زید و بکر کی پروا نہ کرے۔ مرتے دم تک اس پر قائم رہو۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 75-76 ایڈیشن 1984ء)

(ترتیب و کمپوزنگ: فضل عمر شاہد و خاقان احمد صائم، لٹویا)

فرید احمد نوید۔ پرنسپل جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا

قرآنی انبیاء

عجیب قبریں

قسط 12

چاروں طرف پھیلی ہوئی وہ عجیب وغریب قبریں دراصل مکانات تھے جن میں ’’قوم مدین‘‘ رہا کرتی تھی۔ بے ایمانی اور بد دیانتی نے اس قوم کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا۔ مسلسل نصیحت کے باوجود یہ لوگ اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے تو ایک روز سزا کے طور پر ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب آ گیا۔ وہ بادل بظاہر عام سے تھے لیکن عام سے یہ بادل اس بے ایمان قوم کی بربادی کی داستان رقم کر گئے۔ ایک ایسا واقعہ جس میں آج کی دنیا کیلئے بھی نصیحت ہے۔

گھنے درختوں کا ایک وسیع سلسلہ دور دور تک نظر آ رہا تھا بڑے بڑے درخت جو انسانی قد سے بہت اوپر نکلے ہوئے تھے۔ مل کر ایک جنگل بنا رہے تھے۔ ایک گھنا اور وسیع جنگل جو خلیج عقبہ کے پاس کے علاقے میں واقع تھا۔ مختلف قسم کے پھل دار درخت بھی یہاں موجود تھے جن کے پھل جنگلی جانوروں اور انسانوں کے لئے خوراک کا کام دیتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ اس جنگل میں کثرت کے ساتھ ہرن جنگلی اونٹ اور بارہ سنگھے پائے جاتے تھے۔ اس جنگل کے اردگرد کافی دور تک ایک قوم آباد تھی جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ایک بیٹے ’’مدین‘‘ کی نسل میں سے ہونے کی وجہ سے قوم مدین کہلاتی تھی۔ یہ ایک بڑی قوم تھی جو عرب کے بہت بڑے علاقے پر پھیلی ہوئی تھی۔ ان کے مرکزی شہر کا نام بھی ’’مدین‘‘ ہی تھا جو اس وسیع جنگل کے قریب ہی خلیج عقبہ کے پاس آباد تھا۔ مدین کے چرواہے اپنے جانور چرانے کی غرض سے اس جنگل میں آتے جاتے رہتے تھے اس وجہ سے لوگ انہیں مدیانی کے علاوہ اصحاب الایکہ یعنی جنگل والے لوگ بھی کہہ دیا کرتے تھے۔

یہ علاقہ اس زمانے میں تجارتی لحاظ سے بڑی اہمیت کا حامل تھا۔ کیونکہ اس زمانے میں یمن سے شام جانے کے لئے اور خلیج فارس سے مصر جانے کے لئے جو دو بڑے راستے استعمال ہوتے تھے وہ مدیانی قوم کے علاقے میں سے گزرتے تھے۔ جغرافیائی لحاظ سے یہ بات بہت اہمیت رکھتی تھی کیونکہ عرب کی تمام تجارت کا انحصار ان راستوں پر تھا۔ اور یہی وجہ تھی کہ اس قوم کی اکثریت تجارت کے پیشے کو اپنائے ہوئے تھی۔

خدا تعالیٰ نے مدیانی قوم کو بہت ساری نعمتوں سے نوازا تھا۔ لیکن اس فضل کے نتیجے میں شکر گزار بننے کے بجائے وہ لالچی اور حریص ہو گئے تھے طرح طرح کی بے ایمانیاں اور بد دیانتیاں انہوں نے شروع کر دیں اور دن بدن بے ایمانی میں بڑھتے چلے گئے۔ تجارت میں دھوکہ بازی ان کی فطرت بن گئی۔ ناپ تول میں کمی کرنا اور گاہکوں کو دھوکہ دے کر لوٹنا ان کے لئے عام سی بات تھی۔

یمن سے شام جانے والے قافلے اس قوم کے ہاتھوں سخت تنگ تھے کیونکہ جب وہ مدین کے علاقے سے گزرتے تھے تو انہیں بھاری ٹیکس ادا کرنے پڑتے تھے۔ اور بات اگر صرف ٹیکس تک ہی محدود ہوتی تو شاید کچھ زیادہ مشکل نہ ہوتی لیکن مصیبت یہ تھی کہ یہ علاقہ مدیانی ڈاکوؤں اور لٹیروں کی وجہ سے محفوظ بھی نہ تھا۔ آئے دن قافلے لوٹ لئے جاتے تھے اور سوداگروں کو قتل کر دیا جاتا تھا۔ جب قوم مدین سے اس بارے میں شکایت کی جاتی تو اس شکایت پر بالکل کان نہ دھرے جاتے اور یہ سلسلہ یونہی جاری رہتا۔

یوں مدیانی قوم کا ظلم بڑھتا چلا گیا وہ بے ایمانی، بد دیانتی، رہزنی اور اخلاقی برائیوں میں ترقی کرتے چلے گئے۔ خدا تعالیٰ سے بالکل غافل ہو گئے اور اچھے اخلاق کو خیر باد کہہ دیا۔ یہ وقت تھا جب خدا تعالیٰ کو اس قوم کی حالت پر رحم آیا اور اس نے اس قوم کو سیدھا راستہ دکھانے کے لئے ایک نبی کو اس قوم میں مبعوث کیا۔ آپ جانتے ہیں کہ یہ نبی کون تھے؟ آیئے ہم آپ کو بتاتے ہیں اس بے راہ رو مدیانی قوم کی راہنمائی کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس قوم میں سے ایک نیک اور بزرگ شخص کا انتخاب کیا جن کا نام شعیب تھا۔ جی ہاں! ’’حضرت شعیب علیہ السلام‘‘

حضرت شعیبؑ بڑے دکھ کے ساتھ اپنی قوم کی حالت دیکھا کرتے تھے۔ آپ کو علم تھا کہ یہ قوم بے انتہا بے ایمان ہو چکی ہے ہر معاملے میں دھوکہ اور فریب دینا اس کی عادت میں داخل ہے اور بظاہر اس کا سدھرنا ناممکن ہے لیکن پھر بھی آپ اپنی قوم کو سیدھا راستہ دکھانے کے لئے اپنے دل میں بے انتہا درد اور تڑپ رکھتے تھے۔ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کی نیکی اور اخلاص کو ضائع نہ ہونے دیا اور آپ کو نبی کی حیثیت سے اس قوم کی اصلاح کرنے کا حکم دیا۔

مدیانی قوم کی اصلاح! ایک بہت بڑا کام تھا۔ ایک ایسی قوم کی اصلاح جو گناہوں کی دلدل میں اتری ہوئی تھی بہت مشکل تھا لیکن حضرت شعیب نے اللہ کا نام لے کر انہیں سیدھے راستے کی طرف بلانا شروع کر دیا۔ بستی بستی گاؤں گاؤں ایک ہی صدا حضرت شعیب نے بلند کی کہ اے لوگو! باز آ جاؤ۔ خدا تعالیٰ سے ڈرو اور میری بات مان لو۔ دیکھو! یہ جو ناپ تول میں کمی کرنا بد دیانتی کرنا اور ڈاکے مارنا ہے یہ چھوڑ دو۔ خدا تعالیٰ نے تمہیں اس قدر نعمتوں سے مالامال کیا ہے کہ اگر تم یہ سب کچھ نہ بھی کرو تب بھی ایک اچھی زندگی گزار سکتے ہو۔ پھر کیوں باز نہیں آ جاتے۔ کیوں یہ سب چھوڑ نہیں دیتے۔

قوم کے لوگ آپ کی باتوں پر ہنستے۔ طنز کے ساتھ ایک دوسرے سے کہتے یہ دیکھو شعیب کیسے اچھے کاروباری راز بتا رہا ہے۔ کہتا ہے ناپ تول میں کمی نہ کرو۔ ملاوٹ نہ کرو۔ بد دیانتی نہ کرو۔ ارے یہ سب تو کاروبار کا حصہ ہے۔ اگر ہم نے وزن کے باٹ لینے کے لئے الگ اور دینے کے لئے الگ بنا رکھے ہیں تو یہ ہماری ذہانت ہے۔ ہم نے کتنی محنت سے تجارت میں ترقی کیلئے نئے نئے طریق بنائے ہیں۔ اسے کیا معلوم کہ تجارت ہوتی کیا ہے؟ اسے تو بس ہماری برائیاں ہی نظر آتی ہیں۔ ہماری ترقی کو نہیں دیکھتا۔ ایک بولا مجھے تو یہ کوئی بڑی سازش لگتی ہے کسی قوم نے ہماری تجارت کو خراب کرنے کے لئے ہمارے ہی ایک ہم وطن کو خرید لیا ہے۔ ورنہ شعیب کو کیا ضرورت ہے کہ ہماری تجارت پر نکتہ چینی کرنے کی۔ غرضیکہ جتنے منہ اتنی باتیں۔ قوم کی اکثریت اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہ تھی کہ شعیب اللہ کے نبی ہیں اور ہماری راہنمائی کیلئے مبعوث کئے گئے ہیں وہ مسلسل آپ کو جھوٹا کہتے۔ آپ کی باتوں کو غلط کہتے۔ اور کوئی بات ماننے کیلئے تیار نہ ہوتے۔ حضرت شعیب نے انہیں بہت سمجھایا لیکن نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات۔

یہ سلسلہ چلتا رہا اور قوم اپنی بد دیانتی اور ظلم میں بڑھتی چلی گئی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس قوم کو سزا دینے کا فیصلہ کر دیا گیا اور اس سزا کے متعلق حضرت شعیب نے اپنی قوم کو بھی آگاہ کر دیا۔ قوم مدین نے سزا کی پیشگوئی کو بھی جھوٹا سمجھا اور بجائے اس کے کہ باز آتی اس نے پہلے سے بڑھ کر حضرت شعیب کا انکار کرنا شروع کر دیا۔ وہ کہتے کہ اے شعیب! بہت باتیں ہو چکی ہیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ تیری حیثیت کچھ بھی نہیں ہے۔ تو ایک عام آدمی ہے۔ اور اگر ایسا نہیں ہے تو پھر جا اور ہم پر جو عذاب لانا چاہے لے آ۔ اب تو ہم تب ہی تمہیں سچا سمجھیں گے جب تو ہم پر کوئی عذاب لے آؤ گے۔

اب بات بہت بڑھ چکی تھی۔ قوم نے انکار میں حد کر دی تھی جس کے بعد اب ان کے ایمان لانے کے تمام راستے بند ہو چکے تھے۔ انہوں نے حضرت شعیب کی سچائی کا معیار ہی عذاب کو ٹھہرایا تھا اس لئے اب لازم تھا کہ عذاب ان پر آ کر رہتا تا کہ اللہ کے اس بزرگ نبی کی سچائی ثابت ہو سکتی۔ اور پھر ایسا ہی ہوا۔ اور ایک دن بہت گہرے بادل آ گئے۔ مدین کے لوگ بڑے سکون کے ساتھ اپنے کاموں میں لگے ہوئے تھے بعض لوگ بادلوں کی آمد کو خوشگوار موسم کی طرف ایک قدم قرار دے رہے تھے لیکن خدا تعالیٰ کی تقدیر کچھ اور ہی رنگ دکھانے لگی تھی۔

بادل گہرے ہوتے چلے گئے۔ قوم مدین کی تباہی کا پیغام لاتے ہوئے بارش کے پہلے قطرے نے جب زمین کو چھوا تو اہل مدین تصور بھی نہیں کر سکتے تھے کہ یہ وہی عذاب ہے جو ہم شعیب سے مانگا کرتے تھے۔ تیز آندھی کے ساتھ ہی موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔ اور ایسی شروع ہوئی کہ رکنے کا نام ہی نہیں لیتی تھی۔ وقت گزرتا گیا اور بارش تیز سے تیز تر ہوتی چلی گئی۔ قوم مدین کی تمام ترقیات بارش کے اس شدید طوفان میں بہتی چلی جا رہی تھیں۔ گھر عمارتیں دکانیں سب کچھ منہدم ہوتا جا رہا تھا۔ لوگ مر رہے تھے۔ چیخ و پکار ہو رہی تھی لیکن اس عذاب سے بچنا ممکن نہ تھا۔ جو گھر گرتا تھا وہ اس گھر میں رہنے والوں کی قبر بن جاتا۔ سب کے سب مکانات کے ملبے تلے دب جاتے اور بارش اور طوفان دیگر مکانوں کو گرانے لگ جاتا۔ اور پھر.. جب بارش تھمی تو بہت ہی دردناک منظر تھا۔ قوم مدین کے خوبصورت گھر جو انہوں نے بے ایمانی کی کمائی سے تعمیر کئے تھے ان کی قبروں میں تبدیل ہو چکے تھے۔ بغیر کسی استثناء کے ہر طرف یہی عالم تھا۔ تباہی اور بربادی کا عالم، جو قوم مدین نے خود اپنا مقدر بنا لی تھی۔

ہر طرف بالکل خاموشی تھی۔ گھنے درختوں کا وسیع سلسلہ اب بھی وہیں موجود تھا۔ لیکن کوئی مدیانی چرواہا اپنے جانور لے کر اس طرف نہیں جا رہا تھا۔ یمن سے شام جانے والے قافلے اب بھی وہاں سے گزرتے تھے لیکن بد دیانت مدیانی قوم کو وہاں نہ پاتے تھے۔ ایک بہت بڑی قوم مدین کی رہنے والی مدیانی قوم کی داستان کل کا فسانہ بن چکی تھی۔ آج تو وہاں صرف چند کھنڈر چند ٹیلے تھے جو مدیانیوں کی قبریں تھیں۔ دھوکہ باز اور بد دیانت قوم کی عجیب و غریب قبریں۔

منزہ ولی سنوری۔ کینیڈا

بچّوں میں نماز باجماعت کی عادت قائم کرنے میں ماؤں کا کردار

تمہید

شکر و احسان ہے اُس پیاری ذات واحد و یگانہ کا جس نے ہم ماؤں کو وہ بلند مقام عطا فرمایا جنکے قدموں تلے جنت رکھ دی گئی ہے۔ پس وہ بلند مقام حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم بھی خدا اور اُسکے رسول ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری کے زینے طے کرتے ہوئے اُن انعامات و اکرام کی وارث ہوں۔شکر الٰہی ہے کہ اُس نے ہمیں ایسی پیاری جماعت میں داخل فرمایا کہ ہم پیارے آقا حضرت محمد مصطفٰے ﷺ کے جھنڈے تلے غلامانِ مسیح زماں کی فرمانبرداری اور اطاعت کے پاک نمونے قائم کرتے ہوئے مثالی مائیں ثابت ہوں۔ آمین

مفہوم

انسانی زندگی میں اجتماعیت کو غیرمعمولی اہمیت حاصل ہے۔ اکیلا انسان ہرگز وہ فوائد حاصل نہیں کرسکتا جو اجتماعیت میں حاصل ہوتے ہیں۔ اسلام کے بنیادی مقاصد میں سے ایک مقصد تمام بنی نوع انسان کو ایک ہاتھ پر جمع کرنا ہے اور ملتِ واحدہ بنانا ہے۔ آنحضور ﷺ کی بعثت کا یہی مقصد ہے اور اسلامی شریعت بھی اسی لئے نازل ہوئی نیز حضرت مسیح موعودؑ کا مقصد بھی اجتماعیت کا قیام ہے۔

نماز باجماعت کا قیام (معنے القیامۃ الصلوٰۃ)

نماز کے قیام کے بارہ میں قرآن کریم میں متعدد بار ذکر آیا ہے اور نماز کے ساتھ ہر جگہ قیام کالفظ ملتا ہے جسکے معنے ہیں نماز کو اُسکی تمام شرائط کے ساتھ ادا کرنا۔ اور ہم مائیں اسکے لئے اپنا کیا کردار پیش کرسکتی ہیں۔ آیئے دیکھتے ہیں:

ارشادِ ربانی

سورۃ ابراہیم آیت 41 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے رَبِّ اجۡعَلۡنِیۡ مُقِیۡمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ ترجمہ:۔ اے میرے رب مجھے نماز قائم کرنے والا بنادے اور میری نسل سے بھی، اس ابراہیمی دُعا سے پتہ چلتا ہے کہ اپنے ساتھ ساتھ اپنی نسل کو بھی نماز قائم کرنے والا بنانا کس قدر ضروری ہے۔ اور یہ پیاری دُعا ہم ہر روز ہر نماز میں کئی بار دُہراتے ہیں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے انسانی پیدائش کا مقصد ہی عبادتِ الٰہی بتایا ہے فرمایا وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ (الذاریات:57)

ترجمہ:۔ اور نہیں پیدا کئے میں نے جن اور انس مگر تا کہ وہ عبادت کریں (الذاریات 51) پس اگر کوئی شرعی عذر نہ ہو تو ہمیں پانچ وقت نماز باجماعت ادا کرنا ضروری ہے تا کہ حقیقی عبد بن سکیں اور مقصدِ پیدائش پورا ہو سکے۔

نماز باجماعت کی اہمیت

حدیثِ نبویؐ

اذان کے الفاظ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ میں تمام بنی نوع انسان کو دن رات اُس کامل عبودیت کی طرف بُلارہی ہے جس میں انسانی کمالات کا راز پنہاں ہے۔ اِس میں نبی کریمؐ نے اپنی دعوت کے عملی نتائج کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا ’’آدمی کی نماز باجماعت اُسکی اُس نماز سے پچیس گنا بہتر ہے جو وہ اپنے گھر میں ادا کرتا ہے یا اپنے بازار میں پڑھے اور یہ اس لئے کہ جب وہ وضو کرتا ہے اچھی طرح کرے پھر وہ مسجد کی طرف جو قدم بھی اُٹھائے گا اُس کے ایک قدم پر اُسکا ایک درجہ بلند ہوگا اور ایک گناہ دُور کر دیا جائیگا اور جب وہ نماز پڑھیگا اور نماز گاہ میں رہے گا ملائکہ اُس کے لئے مغفرت کی دُعا کرتے رہیں گے۔‘‘(صحیح بخاری جلد 2 صفحہ 46 حدیث نمبر 647) اسی طرح ایک اور جگہ فرمایا

باجماعت نماز اکیلے کی نماز سے ستائیس درجے بڑھ کر ہوتی ہے

(صحیح بخاری جلد 2 صفحہ 45 حدیث نمبر 645)

نیز نماز باجماعت کی اسقدر اہمیت بیان فرمائی کہ حسن بصریؒ نے کہا اگر اسکی ماں ہمدردی سے عشاء کی نماز باجماعت پڑھنے سے روکے تو وہ نہ مانے۔ (صحیح بخاری جلد 2 صفحہ 43 حدیث نمبر 643) پس ضروری ہے کہ ہم خود بھی اس بات کو اہمیت دیں اور بچوں میں یہ عادت قائم کریں اسکے لئے ضروری ہے کہ وقت پر خود بھی نماز کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ اس سلسلہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ ماؤں کا خود نیک ہونا کتنا ضروری ہے۔ نبی کریمؐ نے بااخلاق بیوی کو ترجیح دیتے ہوئے فرمایا فَاظۡفَرۡ بِذَاتِ الدِّیۡنِ تَرِبَتۡ یَدَاکَ (بخاری) (چالیس جواہر پارے صفحہ 47 حدیث نمبر 16)

اے مردِ مسلم تو دین دار اور بااخلاق رفیقہ حیات چُن کر اپنی زندگی کو کامیاب بناؤ ورنہ تیرے ہاتھ خاک آلود رہیں گے۔

پس نیک اور خوش اخلاق بیوی کا اچھا اور گہرا اثر اولاد پر بھی پڑتا ہے کیونکہ بچپن میں اولاد کی تربیت ماں کے ذمہ ہوتی ہے اور وہ طبعاً ماں سے زیادہ بےتکلّف ہوتا ہے اور باپ کی نسبت ماں کی توجہ اور پیار زیادہ ملتا ہے پس بچوں کے سامنے ماں کا اپنا نمونہ بہت اچھا اثر چھوڑتا ہے پس اسکے لئے ضروری ہے بچوں کے دلوں میں شروع سے ہی خدا اور اُسکے رسولؐ سے محبت کا عملی نمونہ نماز اور ذکرِ الٰہی کر کے ہی پیش کیا جا سکتا ہے نماز باجماعت سے وقت کی پابندی کی بھی عادت پڑتی ہے وقت پر نماز کی ادائیگی کے لئے خود بھی کھڑی ہوں اور اُنکے ساتھ ملکر بچپن سے باجماعت نماز ادا کریں گی تو عمر کی پختگی کے ساتھ ساتھ انشاءاللہ وہ خود بخود نماز باجماعت پر قائم ہو جائیں گے۔ اسکے ساتھ دُعا سے زیادہ سے زیادہ کام لینا ہوگا۔ وہ اس سلسلہ میں مدثابت ہوگی۔

برکات نماز باجماعت

ارشاد حضرت مسیح موعودؑ

اس سلسلہ میں نماز باجماعت کا زیادہ ثواب رکھنے کی غرض میں حضورؑ فرماتے ہیں کہ ’’اس سے وحدت پیدا ہوتی ہے پھر اس وحدت کو عملی رنگ میں لانے کی یہاں تک ہدایت ہے کہ پاؤں باہم مساوی ہوں صف سیدھی ہو اور کندھے ایک دوسرے سے ملے ہوں اسکا مطلب یہ ہے کہ گویا ایک ہی انسان کا حکم رکھیں اور ایک کے انوار دوسرے میں سرایت کرسکیں وہ تمیز جس سے خودی اور خود غرضی پیدا ہوتی ہے نہ رہے۔‘‘

(لیکچر لدھیانہ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 281-282)

پس چونکہ نماز باجماعت عملی رنگ میں اطاعت کا نہایت شاندار درس دیتی ہے اس طرح بچوں کو اطاعت کی بھی عادت ہوگی وہ ماں کی اطاعت کرتے ہوئے خدا اور اُسکے رسولؐ کی اطاعت کے جذبے سے سرشار ہو کر نظامِ جماعت کی بھی اطاعت کرنے والے ہونگے۔ اسکے لئے ضروری ہے کہ ہم مائیں اپنے خاوندوں کی بھی ہر طرح اطاعت بجالائیں نماز کے وقت پر خاوند بھی جب نماز کے لئے کہے تو ہم روک نہ بنیں بلکہ خود بھی باقاعدگی سے نماز کی طرف توجہ کرتے ہوئے اس کی مثال قائم کریں۔ اور بچوں کے سامنے عمدہ نمونہ پیش کر کے اوّل وقت میں فرض نمازوں کو باجماعت ادا کرنیکی کوشش کریں اس سلسلے میں حضرت خلیفہ اوّل کا ایک ارشاد ملاحظہ ہو:

ارشاد خلیفہ اوّلؓ

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے بارہ میں ہے کہ اُنہوں نے قرآن ماں کی گود میں سُنا آپؓ فرماتے ہیں کہ عورتیں نماز میں بے حسُست ہوتی ہیں خاص کر عصر اور مغرب کی نماز کو تو ضرور بہانہ ہوتا ہے کہ روٹی پکانا ہے۔ اسی طرح اپنی امی کے بارہ میں فرمایا کہ میری ماں نے توکھونٹی پر باورچی خانہ میں جائے نماز لٹکائی ہوتی تھی نماز کا وقت ہوتا تو بلا تامل وہیں نماز پڑھ لیتیں۔

(ارشادات نور جلد 3 صفحہ 67-68)

وہ زبان لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ شکر ادا\
وہ انعام پاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ حق ادا

(ذاتی شعر)

نماز کا بر وقت اور باجماعت نماز پڑھنا ہمیں اللہ کی محبت اور رحمت عطا کرتا ہے اس سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا ارشاد ہے:

ارشاد خلیفہ ثانیؓ

آپؓ خواتین کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں تم شجرہ طیّبہ بنو! تم وہ درخت بنو جو نا صرف خوش شکل ہو بلکہ خوشبودار بھی ہو...پس چاہیئے کہ تمہاری نمازیں ایسی خوشبودار ہوں کہ دوسرے لوگ متاثر ہوتے چلے جائیں جب تمہارے اندر یہ خوشبو پیدا ہو جائے گی تو نتیجتاً لوگ تمہاری طرف بھاگ بھاگ کر آئیں گے اور تم لوگوں کو احمدیت کی طرف کھینچنے کا ذریعہ بن جاؤ گی۔

(اوڑھنی والیوں کیلئے پھول حصہ اوّل صفحہ 359)

پس جس ماں نے ان ارشادات کی روشنی میں اپنے بچوں کو نماز باجماعت کا پابند بنادیا اس نے اس کے دین کو ایک مضبوط کڑے کے ساتھ باندھ دیا جو کبھی نہیں ٹوٹ سکتا۔ اس کے لئے ماں کا اپنا نمونہ مثالی کردار بنے گا۔ اس ضمن میں ہم خلیفہ الثالثؒ کا ارشاد دیکھتے ہیں:

ارشاد خلیفہ ثالثؒ

دعا کاگُر

آپؒ نے بچوں کے لئے دعاؤں کی نصیحت فرمائی ’’بچے کو کپڑے پہناتے ہوئے بعض مائیں کوتی ہیں۔ اس وقت کو بھی دعاؤں میں صرف کریں کہ اللہ تعالیٰ بچے کو نیک اور خادم دین بنائے اللہ تعالیٰ آپکے جذبے کو دیکھ کر آپکی دعاؤں کو قبول بھی کرے گا۔ اور آپکی اولاد کو آنکھوں کی ٹھنڈک بھی بنائے گا۔ اسی طرح کھانا پکاتے ہوئے بھی سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمۡدِہٖ کے ورد کے ساتھ جو کھانا تیار ہوگا وہ انکی مادی غذا کے ساتھ روحانی غذا بھی مہیّا کرے گا۔‘‘

(جلسہ سالانہ مستورات 1965ء از مصباح ستمبر 1996ء)

الغرض یہ دعائیں بچوں کے لئے نماز باجماعت کی عادت ڈالنے میں بھی ممد ثابت ہونگی بچہ ان شاءاللہ آپکا فرمانبردار اور اطاعت گذار ہوگا۔ اس کے لئے ارشاد ملاحظہ ہو:

ارشاد خلیفہ رابعؒ

عمدہ نمونہ پاک تبدیلی

آپؒ فرماتے ہیں اپنے گردو پیش اپنے ماحول میں خدا کی محبت کے رنگ بھرنے کی کوشش کریں۔ ابتدائی دور میں انکو خدا کے پیار کی لوریاں دیں خدا کی محبت کی ان سے باتیں کریں۔

پھر بعد کی ساری منازل آسان ہو جائیں گی...جب بچہ آپکی گود میں اُترتا ہے اُس وقت سے آگے پھر مسلسل یہ کام اُسوقت تک جاری رہتا ہے جب تک بچہ اپنے شعور کو پہنچ کر آزاد حیثیت اختیار نہیں کر لیتا۔ اُس دَور میں آپ اُسمیں عظیم تبدیلیاں پیدا کرسکتی ہیں۔

(خطاب مستورات جلسہ سالانہ برطانیہ 27 جولائی 1991ء)

اس سلسلہ میں ہم عظیم ماؤں کے نمونے دیکھتے ہیں جن میں حضرت اماں جانؓ اور والدہ چوہدری ظفراللہ خانؓ جیسی عمدہ مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔حضرت اماں جانؓ جو 4 خلفاء کی والدہ، دادی اور پڑدادی تھیں نمازوں کی پابند اور نہایت عمدہ اخلاق کی مالک تھیں اسی طرح چوہدری ظفراللہ خان صاحب جو نماز باجماعت کے عادی ہونے کے باعث وقت کی پابندی کے بہت قائل تھے اور جب بھی نماز کا وقت ہو جاتا تو پہلے نماز ادا کرتے پھر کوئی اور کام۔ خلیفۃ الرابعؒ فرماتے ہیں کہ ’’مساجد یا عبادت گاہوں میں جانے کا مقصد رسمی عبادت ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ سے محبت ہے جسکے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ بھی انسان سے محبت کرنے لگتا ہے۔‘‘

(مغربی معاشرہ اور احمدی مسلم خواتین کا کردار صفحہ 12)

حضرت اماں جانؓ کا نمونہ ہم دیکھتے ہیں ایک دفعہ فرمایا ’’بچوں کے بہانے نماز ضائع نہ کیا کرو اسطرح بچے خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث بنتے ہیں بچہ تو خدا کا انعام ہے‘‘ خود بھی نمازوں کی پابندی کرتیں اور دوسروں کو بھی تاکید کرتی تھیں۔

(سیرت حضرت اماں جان صفحہ 22، مولفہ صاحبزادی امۃ الشکور)

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت الفتوح کے موقعہ پر جو ساری جماعت کو پیغام دیا اُس میں بیان فرمایا ’’صرف مسجد بنانے پر ہی خوش نہ ہو جائیں بلکہ مسجدوں کو آباد بھی کریں ورنہ ہمارے اور غیروں میں کیا فرق رہ جاتا ہے۔‘‘

(خطباتِ مسرور جلد اوّل صفحہ 364)

آپ نے زیادہ سے زیادہ مساجد بنانے کی تحریک فرمائی ہے اور ہر مسجد کے افتتاح کے موقعہ پر یہی نصیحت فرماتے ہیں کہ اُنکی آبادی لازمی ہے کیونکہ مساجد کی زینت اُنکے نمازیوں سے ہے اور خدائی وعدہ کے مطابق مؤمن کامیاب وہی ہیں جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

سابق پرنسپل جامعہ احمدیہ سیّد میر داؤد احمد صاحب

جامعہ کے ایک طالبعلم جو آخری کلاس میں تھے بارش کے باعث نماز باجماعت ادا نہ کر سکے اُسکے بارہ میں حضرت میر صاحب لکھتے ہیں ’’ایسے موقعوں پر ہی سچے عاشقوں کا پتہ چلتا ہے اگر باجماعت نماز کے لئے چلے جاتے تو نہ پگھل جاتے نہ گُھل جاتے اور نہ ہی اُڑ جاتے۔ ہمیشہ نماز باجماعت کا التزام کیا کریں۔‘‘

(سیرت داؤد صفحہ 76)

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب کا بیان

’’نظارہ قادیان‘‘

فرمایا ’’حضرت صاحب کے زمانہ میں اس عاجز نے نمازوں میں اور خصوصاً مسجدوں میں لوگوں کو آجکل کی نسبت بہت زیادہ روتے سنا ہے رونے کی آوازیں مسجد کے ہر گوشہ سے سنائی دیتی تھیں ایک جگہ حضرت صاحب نے لکھا ہے کہ دن میں کم از کم ایک دفعہ تو انسان خدا کے حضور رو لیا کرے۔‘‘

(سیرت المہدی حصہ سوم جلد اول صفحہ 620)

شہادت کا مقام

آج ہم دیکھتے ہیں کہ نماز باجماعت کا التزام کرنے والوں نے کس قدر عمدہ انعام شہادت کا پایا۔ گھٹیالیاں اور لاہور کی مساجد میں کتنے نمازیوں کو نماز کے دوران شہادت کا عظیم رُتبہ حاصل ہوا۔ جن میں بچے اور بڑے سبھی شامل تھے۔ 16 سالہ شہزاد جس نے اپنے 3 چھوٹے بھائیوں کو اُٹھایا اور پہلے تہجّد کی نماز ادا کی پھر نماز فجر میں شامل ہوئے۔ اسی طرح 70 سالہ نصیر احمد صاحب جو شدید زخمی ہوئے نماز کے پابند تھے جنہوں نے کبھی فجر کی نماز باجماعت نہیں چھوڑی۔ ان سب خوش نصیبوں کو نماز کے بعد دہشت گردی کا نشانہ بنایا گیا۔

(الفضل 13 نومبر 2000ء)

گھلا لہو کی جو گھٹیالیاں سے آئی ہے
وہ ساتھ قصّے بھی حبل متین کے لائی ہے

الغرض ہم دیکھتے ہیں ایسے ایسے پیارے وجود ماؤں کی گودوں سے نکلے ہیں اور وہ مقام پا گئے جن کا خدا نے وعدہ دیا ہے۔ چنانچہ ہم آج کے دور میں دیکھتے ہیں کس قدر سہولیات ہیں اور ہم وہ مقام کیسے حاصل کرسکتی ہیں۔

موازنۂ ادوار

گزشتہ زمانہ اور موجودہ زمانہ کا یہ موازنہ ہمیں اپنے اندر تبدیلی لانے میں بہترین ثابت ہوگا۔

گزشتہ زمانہ	موجودہ زمانہ
سہولیات کی کمی۔ ٹی وی۔ فریج۔ MTA۔ سفر اور خوراک وغیرہ کی۔	وافر سہولیات۔ میڈیا۔ MTA۔ گاڑی۔ اچھی خوراک۔ گھر بیٹھے یہ خطبات وغیرہ سُن اور پڑھ سکتے ہیں MTA کے علاوہ دیگر ذرائع۔
بزرگوں کا ادب خوف	زمانہ کی چکا چوند
اللہ کی محبت	دُنیا کی محبت
بلند حوصلے	منفی سوچ اور جلد غصہ میں آنا
ہمدردئ وقت	وقت کی کمی
عمدہ عائلی زندگی	آئے دن کے جھگڑے
پُرسکون گھرانہ	بے سکونی
مہمانوں کی ضیافت، خود کھانا بنانا	سہولیات کے باوجود کھانا باہر سے منگوانا
بڑے بڑے جلسوں میں صبر و تحمل سے شمولیت	میٹنگ کے ختم ہوتے ہی نماز پڑھے بغیر گھروں میں چلے جانا

سادگی	دکھاوا
کلاسز میں عمدہ حاضری	کلاسز کا اجراء کثرت سے لیکن حاضری کی کمی
تقویٰ شعار زندگی	کمپیوٹر دور، تفریحات کو ترجیح
زیادہ تر وقت گھر گزارنا	زیادہ تر باہر وقت گزارنا

حرف آخر

’’دعا اور کوشش‘‘

دونوں ادوار کے جائزہ کے بعد ضروری ہے کہ ہم تقویٰ کی راہیں اختیار کرتے ہوئے اپنی نسل کو اس پر گامزن کریں اسکے لئے ضروری ہے کہ ہم خود بھی MTA سے وابستہ ہو جائیں خطبات Live غور سے بچوں کے ساتھ سُنیں۔ نیز مطالعہ کی عادت ڈالیں۔حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی کتاب ’’اچھی مائیں‘‘ اور خلیفہ رابعؒ کی کتاب ’’حوا کی بیٹیاں‘‘ بار بار پڑھیں اور جنت نظیر معاشرہ کا قیام کریں۔ مثبت سوچ کو رواج دیں جس میں بچوں کو باقاعدگی سے نماز باجماعت کے لئے بھجوا سکیں۔خود گاڑی چلانے والی خواتین اپنے ساتھ اپنے اردگرد کے بچوں کو بھی ساتھ لے جا سکتی ہیں اور دُہرا ثواب حاصل کرسکتی ہیں کیونکہ اگر ایک دفعہ نماز باجماعت کی عادت پڑ جائے تو کبھی بھی پیچھے رُک نہیں سکتے اور یہ عادت ہم مائیں ہی پیار و محبت اور اپنے عملی نمونہ سے راسخ کرسکتی ہیں۔ تجربہ:۔ ربوہ میں خاکسار نے ایک 70 سالہ بزرگ خاتون کو دیکھا جو نماز مغرب سے چند منٹ قبل گھر سے باہر نکل جاتیں اور گلی میں کھیلتے تمام بچوں کو مسجد بھجواتی تھیں۔ کچھ عرصہ بعد بچوں کو ایسی عادت ہوگئی کہ جیسا ہی اُنکو وہ خاتون نظر آئیں کھیل چھوڑ کر مسجد کی طرف لپکتے کیونکہ نماز باجماعت سے احترام، اطاعت اور بڑوں کی عزت کرنے کا موقعہ ملتا ہے۔

بچے کے کان میں اذان دینے کا مقصد بھی بچے کو بچپن سے نیکی پر قائم کرنا ہے۔

دعا

آخر میں دُعا کے ساتھ اپنے مضمون کو ختم کرتی ہوں۔ ہم ماؤں کو اپنی اولاد کے لیے شدّت سے دُعائیں کرنا ہونگی۔ دُعائیں کریں دُعائیں کریں اور خلیفۂ وقت کی بتائی ہوئی دُعائیں بچوں کو باقاعدگی سے یاد کروائیں اور انتہائی توجہ، لگن اور کوشش سے اپنی اس ذمہ داری کو احسن رنگ میں نبھانے کی بھرپور کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہو اور ہماری دُعاؤں کو قبول فرمائے آمین۔

توجہ ہو، تضرع ہو، تذلل ہو، تبتّل ہو
نمازِ عشق اِن ارکان سے ہوتی مکمل ہے

(بخار دل صفحہ 187)

اے خدا ہم کو عطا کر اور ہماری نسل کو
نعمتیں اور بخششیں جو جو بھی لاتی ہے نماز

(بخار دل صفحہ 187)

نماز باجماعت تو دل کا سکون ہے
وحدت کی ہے مثال تو وقت کا پابند ہے

رپورٹ: چوہدری نعیم احمد باجوہ۔ نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن، برکینا فاسو

برکینافاسو میں ’’مسجد بیت الرحمٰن‘‘ اور مشن ہاؤس کا افتتاح

’’یہ بھی ایک الٰہی تقدیر تھی کہ ہم بذریعہ کار برکینا فاسو میں داخل ہوں‘‘

برکینا فاسو کے جنوب کی طرف گھانا کی سرحد پر واقع شہر پو (Po) جماعتی تاریخ میں اہمیت کا حامل شہر ہے۔ 2004ء میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے پہلے افریقی دورے پر گھانا کے بعد برکینافاسو بھی تشریف لائے۔ آپ کا یہ دورہ جماعت احمدیہ برکینا فاسو کے لئے ایک تاریخی دورہ ہونے کے ساتھ ساتھ نئے عہد کی نوید بھی تھا۔ کسی بھی خلیفہ وقت کا برکینافاسو کا یہ پہلا دورہ تھا۔ آپ الٰہی منشا کے مطابق گھانا سے بذریعہ روڈ برکینا فاسو میں داخل ہوئے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس سفر کے متعلق فرماتے ہیں:

’’ٹمالے سے برکینا فاسو کا سفر ہم نے بذریعہ سڑک کیا۔۔۔ بذریعہ سڑک جانے کا پروگرام بھی اللہ تعالیٰ کی خاص تقدیر سے ہی بنا لگتا ہے۔ کیونکہ پہلے جو گھانا والوں نے پروگرام بنایا تھا اور اس کی اپروول بھی ہوگئی تھی، اس کے مطابق تو دورہ نارتھ تک کا مکمل کرنے کے بعد ہمیں پھر واپس اکرا آنا تھا اور وہاں سے بائی ایئر پھر برکینا فاسو جانا تھا۔ لیکن روزانہ فلائٹ نہیں جاتی بلکہ دو دن جاتی ہے۔ ان میں سے ایک جمعہ کا دن تھا۔ تو ایڈیشنل وکیل التبشیر ماجد صاحب نے مجھے کہا جمعہ جلدی پڑھ کے فوراً ہی ائیر پورٹ جانا ہوگا۔ اس پر مجھے کچھ انقباض ہوا، میں نے کہا اس طرح نہیں جانا۔۔۔ لیکن اصل بات اس میں یہ ہے کہ لندن سے سفر شروع کرنے سے چند دن پہلے ماجد صاحب نے بتایا کہ برکینا فاسو کے مبلغ نے انہیں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک خواب یاد کرائی ہے جو ماجد صاحب کو بھی یاد آگئی کہ حضورؒ نے دیکھا تھا کہ وہ کاروں کے ذریعہ سے بائی روڈ گھانا سے برکینافاسو میں داخل ہوئے ہیں اور کوئی اسماعیل نامی آدمی بھی ان کو وہاں ملتا ہے باڈر پر یا کراس کر کے۔ اس پر حضور نے اسماعیل نامی احمدیوں کی تصویریں بھی منگوائی تھیں، بہرحال پتہ نہیں کہ کوئی ملا کہ نہیں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ایک الٰہی تقدیر تھی کہ ہم بذریعہ کار برکینا فاسو میں داخل ہوں اور یہ بھی عجیب بات ہے کہ ہمارے قافلے میں ایک اسماعیل نامی ڈرائیور بھی تھا جس نے کچھ وقت ہماری گاڑی بھی چلائی جس میں میں بیٹھا ہوا تھا۔‘‘

(خطبہ جمعہ 16 اپریل 2004/ خطبات مسرور جلد دوم ص248،249)

بہرحال اس تاریخی سفر میں جب آپ باڈر کراس کر کے برکینا فاسو میں داخل ہوئے اور سب سے پہلے جس شہر کو آپ کی قدم بوسی کرنے کا شرف عطا ہوا وہ پو شہر تھا۔ اس شہر کا کمشنر کئی گھنٹے برلب سڑک آپ کے قافلے کے انتظار میں کھڑا رہا اور جب حضور انور تشریف لائے تو آپ کا پر جوش استقبال کیا۔ حضور انور گاڑی سے باہر تشریف لائے اور چند منٹ کمشنر سے گفتگو فرمائی۔

پو شہر میں زمین کا حصول اور مخالفت کا سامنا

پو شہر میں مسجد اور مشن ہاؤس تعمیر کرنے کی خواہش ایک عرصہ سے تھی۔ 2004ء سے ہی اس شہر میں زمین کے حصول کی کوشش کی جارہی تھی لیکن کامیابی نہیں مل رہی تھی۔ 2016ء میں جماعت کے مبلغ مکرم حماد احمد شاہ صاحب کے دور میں زمین کے حصول کے لئے باقاعدہ درخواست دائر کی گئی۔ لیکن سال ہا سال سے میئر آفس اور دیگر متعلقہ اداروں کی طرف سے اس درخواست کو پس پشت ڈالا جاتا رہا۔ اس میں اندرونی طور پر بعض جماعت مخالف عناصر بھی سرگرم تھے اور کوشش کر رہے تھے کہ جماعت کے لئے زمین کا حصول ممکن نہ ہو سکے۔ جماعت کے مبلغ مکرم محمد Gamsore صاحب نے مقامی اتھارٹیز سے رابطہ کر کے ان کے خدشات اور تحفظات دور کئے۔ ان کی مسلسل کوششوں کو اللہ تعالیٰ نے باثمر کیا اور جماعت شہر کے بیش میں ایک خوبصورت قطعہ زمین حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ دسمبر 2020ء میں میئر آفس نے اس زمین کی الاٹمنٹ جماعت کے نام کر دی۔ یہ قطعہ زمین آٹھ ہزار آٹھ صد چھیاسی مربع میٹرز کے رقبہ پر مشتمل ہے۔ یہ ہموار زمین ہے جس کے چاروں اطراف میں سڑک ہے۔

اس قطعہ زمین پر مسجد تعمیر کرنے کی سعادت لندن میں مقیم مکرم شیخ نعیم الدین صاحب اور مکرم شیخ رفیق احمد طاہر صاحب کو عطا فرمائی۔ مکرم شیخ رفیق احمد طاہر صاحب نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں درخواست کی کہ انہیں پو شہر میں اپنے اور اپنے خاندان کی طرف سے مسجد کی تعمیر کی اجازت مرحمت فرمائی جائے۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے از راہ شفقت اس کی اجازت عطا فرمائی۔ چنانچہ مکرم شیخ صاحب نے وعدہ کے مطابق فوراً رقم جمع کروا دی۔

مسجد کا سنگ بنیاد اور تعمیر کا آغاز

مسجد کا سنگ بنیاد دعاؤں کے ساتھ مؤرخہ 30 دسمبر 2021ء کو رکھا گیا۔ مکرم محمود ناصر ثاقب صاحب امیر جماعت برکینا فاسو ایک وفد کے ساتھ دارلحکومت واگادوگو سے پو شہر پہنچے۔ اس موقع پر مقامی احباب جماعت کے علاوہ بعض دیگر معززین شہر بھی موجود تھے۔

سنگ بنیاد کے بعد مسجد کی تعمیر کا کام تیزی سے شروع ہوا۔ مقامی احباب جماعت نے مسلسل وقار عمل کر کے مستریوں کی مدد کی اور مسجد کے کام کو سرعت سے پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ تعمیر کے پراجیکٹ کی نگرانی مکرم محب اللہ خالد صاحب مبلغ سلسلہ برکینا فاسو کے سپرد تھی جنھوں نے مسلسل دورے کر کے اس کام کی نگرانی کی اور پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ آپ کے ساتھ خاکسار (نعیم احمد باجوہ) کو بھی اس مسجد کی تعمیر کے کام کی نگرانی کے سلسلے میں دورے کرنے کی توفیق عطا ہوئی۔

مسجد کا نام

مسجد کی تعمیر مکمل ہونے پر مکرم شیخ رفیق احمد طاہر صاحب نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں درخواست کی کہ ان کی والدہ

مرحومہ امۃ الرحمٰن صاحبہ جو حضرت میاں محمد اکبر بٹالوی صاحب اور حضرت امام بی بی صاحبہ کی نواسی تھیں۔ (حضرت امام بی بی صاحبہ کو حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کے لئے حج بدل کرنے کی بھی سعادت حاصل تھی۔) اگر حضور مناسب خیال فرمائیں تو مسجد کا نام ان کے نام کی مناسبت سے ’’بیت الرحمن‘‘ رکھ دیا جائے۔ اس پر سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس مسجد کا نام ’’مسجد بیت الرحمٰن‘‘ عطا فرمایا۔

افتتاح تقریب

امسال جلسہ سالانہ برکینا فاسو کے مرکزی مہمان مکرم محمد شریف عودہ صاحب امیر جماعت کبابیر تھے۔ جلسہ سالانہ کے اگلے روز مؤرخہ 28 مارچ 2022ء کو مسجد بیت الرحمٰن کے افتتاح کا پروگرام رکھا گیا تھا۔ واگادوگو سے مرکزی مہمان کے ساتھ مکرم محمود ناصر ثاقب صاحب امیر جماعت برکینافاسو، خاکسار (نعیم احمد باجوہ) اور مکرم کونے داؤدا صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ اپنی سیکورٹی ٹیم کے ساتھ وفد میں شامل تھے۔ علاوہ ازیں واگادوگو سے مرکزی مبلغین کرام اور بعض دیگر معززین کا وفد بھی اس تقریب میں شامل ہونے کے لئے پو گیا۔ مکرم ناصر اقبال خاں صاحب افتتاحی تقریب کے انتظامات مکمل کرنے کے لئے ایک دن پہلے ہی ’’پو‘‘ روانہ ہو گئے تھے۔ افتتاحی تقریب کا انعقاد جماعت کی ملکیتی پراپرٹی جو آٹھ ہزار مربع میٹرز سے زائد ہے پر کیا گیا۔ اس کے ایک حصہ پر مسجد اور مشن ہاؤس تعمیر کیا گیا ہے۔

پروگرام کا آغاز

تلاوت قرآن مجید سے تقریب کا آغاز ہوا جو مقامی مبلغ سوندے موسیٰ صاحب نے کی۔ بعد ازاں مقامی صدر جماعت صاحب نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور سب کا شکریہ ادا کیا۔ مقامی اتھارٹیز میں سے بعض نے موقع کی مناسبت سے کلمات تشکر ادا کئے اور مسجد کی تعمیر پر جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کیا۔ مکرم شیخ رفیق احمد طاہر صاحب اور آپ کی فیملی کا کوئی ممبر اس تقریب میں شامل نہیں ہوسکا تھا۔ آپ نے خاکسار (نعیم احمد باجوہ) کو اپنی فیملی کی طرف سے اس تقریب کے لئے نمائندہ مقرر کیا تھا۔ مہمان خصوصی کی تقریر سے قبل عاجز نے مکرم شیخ صاحب کے خاندان کا مختصر تعارف کروایا۔ اور بتایا کہ اس خاندان نے دس ہزار پونڈ اسٹرلنگ کی قربانی کر کے یہ مسجد تعمیر کروائی ہے۔ اس مسجد کا مسقّف حصہ 96 مربع میٹرز ہے۔ جس میں تقریباً ایک سو ساٹھ لوگ نماز ادا کر سکتے ہیں۔

بعد ازاں مہمان خصوصی مکرم محمد شریف عودہ صاحب نے حاضرین سے خطاب کیا۔ آپ نے مساجد کی تعمیر کی اہمیت اور ان

بقیہ صفحہ 10 پر

سید حاشر احمد۔ طالبعلم جامعہ احمدیہ کینیڈا

حضرت امام الشافعی رحمۃ اللہ علیہ

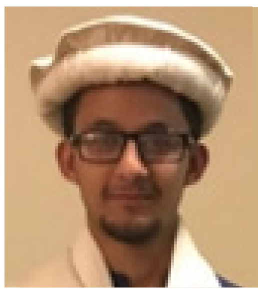

تعارف

دوسری صدی ہجری میں پیدا ہونے والے اس عظیم الشان بزرگ کا نام ہے محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع بن سائب بن عبید بن عبد یزید بن ہاشم بن مطلب بن عبد مناف۔ آپ کی کنیت ابو عبد اللہ تھی اور آپ کا لقب ناصر الحدیث۔ (سیرت حضرت امام شافعی صفحہ 7، از ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی) آپ کا شجرہ نسب عبدمناف پر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ نسب سے جا کر ملتا ہے۔ آپ اپنے پر دادا شافع کے نام سے مشہور ہوئے اور اسلام میں امام الشافعی کہلائے۔ آپ کے آباء میں حضرت عبید کے متعلق آتا ہے کہ وہ بدر کے دن مشرکین کی طرف سے علم بردار تھے۔ جب مسلمانوں نے قید کیا تو فدیہ ادا کر کے مسلمان ہو گئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے گروہ میں شامل ہوئے۔ کسی نے پوچھا کہ فدیہ دینے سے پہلے کیوں مسلمان نہ ہو گئے تو کہنے لگے کہ میں نے پسند نہ کیا کہ مسلمانوں کو ان کے حق سے محروم کروں۔

(سیرت حضرت امام شافعی صفحہ 9)

حضرت امام الشافعیؒ کی والدہ کا نام تاریخ میں فاطمہ آتا ہے۔ بعض مورخین کے نزدیک آپ کی والدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی پڑپوتی تھیں۔ (سیرت حضرت امام شافعی صفحہ 7) اس طرح سے آپ کا شمار سادات میں سے ہوتا ہے۔ مگر بعض مؤرخین کے مطابق امام الشافعیؒ کی والدہ قبیلہ بنو ازد سے تھیں۔

حضرت امام الشافعیؒ کی ولادت شام کے شہر غزہ میں 150 ہجری میں ہوئی۔ آپ کی ولادت سے پہلے آپ کی والدہ نے خواب میں دیکھا کہ مشتری ستارہ ان کے جسم سے نکلا اور مصر میں گرا جس کی روشنی ہر شہر میں پھیل گئی۔ (سیرت حضرت امام شافعی صفحہ 10) ''ایک عرصہ تک مصر کا سرکاری مذہب شافعی رہا۔''

(مقربانِ الٰہی کی سرخروئی صفحہ 17، از مولانا دوست محمد شاہد صاحب)

حضرت امام الشافعیؒ کے والد آپ کے بچپن میں ہی وفات پا گئے تھے۔ والدہ نے ہی آپ کو پالا اور آپ کی تربیت کی۔ آپ دو سال کے تھے کہ جب آپ کی والدہ آپ کو مکہ لے آئیں اور وہاں آپ کو تعلیم دلوائی۔ آپ کو بچپن سے ہی تحصیل علم کا شوق تھا اور حافظہ بہت اچھا تھا۔ چنانچہ چھوٹی عمر میں ہی نہ صرف قرآن کریم حفظ کر لیا بلکہ حضرت امام مالکؒ کی حدیث وفقہ کی تصنیف المؤطا بھی حفظ کر لی۔ (سیرت حضرت امام شافعی صفحہ 12) بچپن میں ہی آپ نے تیر اندازی بھی سیکھی اور اس فن میں اتنی مہارت حاصل کر لی کہ آپ خود کہتے ہیں کہ ''تیر اندازی میں مجھے اتنی مہارت ہو گئی تھی کہ دس میں دسوں نشانے صحیح بیٹھتے۔''

(سیرت حضرت امام شافعی صفحہ 12)

امام الشافعیؒ کی خوابیں

حضرت امام الشافعیؒ اپنی ایک خواب کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ''میں ایک مرتبہ خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوا تو آپؐ نے فرمایا کہ اے لڑکے تم کون ہو؟ میں نے عرض کیا کہ آپ ہی کی امت کا ایک فرد ہوں۔ پھر حضورؐ نے اپنے نزدیک بلا کر اپنا لعاب دہن میرے منہ میں ڈال دیا اور فرمایا کہ جا اللہ تجھے برکت عطا کرے۔'' (تذکرۃ الاولیاء زیر اسم حضرت امام الشافعیؒ، از حضرت فرید الدین عطارؒ) پھر اسی طرح ایک اور خواب کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ''میں نے خواب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپؓ تشریف لائے۔ میں جلدی سے آپؓ کی طرف لپکا۔ سلام عرض کیا اور مصافحہ کیا۔ آپؓ نے مجھے سینے سے لگا لیا اور اپنی انگلی سے انگوٹھی نکال کر میری انگلی میں پہنا دی۔'' کہتے ہیں کہ جب اگلی صبح اس خواب کی تعبیر پتا کروائی تو آپ کو بتایا گیا کہ اے ابو عبد اللہ آپ کو خوش خبری ہو۔ آپ کا حضرت علیؓ کا دیدار کرنا عذاب نار سے نجات کی بشارت ہے۔ آپ کا ان سے مصافحہ کرنا یومِ حساب میں امان ہے۔ اور ان کا آپ کو انگوٹھی پہنانے کا مطلب ہے کہ عنقریب ساری دنیا میں آپ کی شہرت ایسی ہو گی جیسی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہے۔

(امام شافعی کی سیرت صفحہ 5، از دعوتِ اسلامی)

حضرت امام الشافعیؒ نے مختلف علوم میں کمال حاصل کیا جیسے علم حدیث، علم فقہ، علم کلام، ادب وغیرہ۔ آپ کے بعض اساتذہ کے نام یوں ہیں: امام مالکؒ، سفیان بن عیینہؒ، فضیل بن عیاضؒ، مسلم بن خالدؒ، وغیرہ۔

امام الشافعیؒ کی فہم و فراست

حضرت امام الشافعیؒ کو اللہ تعالیٰ نے فہم و فراست کا کمال عطا کیا تھا۔ آپ کہیں باہر گئے تو ایک شخص کو دیکھ کر آپؒ نے فرمایا کہ یہ بڑھئی یا درزی معلوم ہوتا ہے۔ آپ کے ساتھی نے جا کر اس سے پوچھا تو پتا چلا کہ وہ پہلے بڑھئی تھا اور اب درزی کا کام کرتا ہے۔

(سیرت حضرت امام شافعی صفحہ 117)

اسی طرح ایک اور واقعہ آتا ہے کہ ایک دفعہ امام الشافعیؒ جامع مسجد میں تھے کہ ایک آدمی آیا اور سوئے ہوئے آدمیوں میں کسی کو تلاش کرنے لگا۔ آپؒ نے اپنے ساتھی کو کہا کہ جا کر اس آدمی سے پوچھو کہ تمہارا حبشی غلام جس کی آنکھ خراب ہے گم ہو گیا ہے؟ وہ آدمی امام الشافعیؒ کے پاس آیا اور کہا کہ میرا غلام کہاں ہے؟ امام الشافعیؒ نے فرمایا کہ وہ قید خانہ میں ہے۔ وہ آدمی قید خانہ گیا اور اپنے غلام کو وہیں پایا۔ جب اس بات کا امام کے ساتھیوں کو پتا چلا تو انہوں نے آپؒ سے پوچھا کہ کیا قصہ ہے۔ آپؒ نے فرمایا کہ جب یہ ڈھونڈنے والا مسجد میں آیا تو میں سمجھ گیا کہ وہ کسی بھاگے ہوئے کو ڈھونڈ رہا ہے۔ پھر وہ مسجد کے اس حصہ میں گیا جہاں سیاہ فام حبشی سو رہے تھے۔ میں نے بغور دیکھا کہ وہ بائیں آنکھ والوں پر گہری نظر ڈال رہا ہے۔ اس لئے میں نے سمجھ لیا کہ اس کا بائیں آنکھ کے عیب والا حبشی غلام بھاگا ہے۔ جب امام سے پوچھا گیا کہ آپؒ کو یہ کیسے علم ہوا کہ وہ قید خانہ میں ہوگا تو آپؒ نے جواب دیا کہ میرا تجربہ ہے کہ جب غلام بھوکا ہوتا ہے تو چوری کرتا ہے، اگر پیٹ بھرا ہوا ہو تو زنا کرتا ہے۔ اس لئے میں نے سمجھ لیا کہ ان دونوں باتوں میں سے ایک ضرور ہے۔ جب آپؒ کے ساتھیوں نے پتا کروایا تو واقعی ویسا ہی نکلا۔

(سیرت حضرت امام شافعی صفحہ 117-118)

امام الشافعیؒ کی سخاوت

حضرت امام الشافعیؒ بہت سخی شخص تھے۔ کسی بھی سوالی کو خالی جانے نہیں دیتے تھے۔ ایک دفعہ ایک شخص نے امام الشافعیؒ کو ایک رقعہ لکھا کہ میں بقال ہوں، میرے پاس صرف ایک درہم ہے اور میں نے شادی کی ہے۔ لہٰذا آپ میری امداد کریں۔ امام نے اپنے ایک ساتھی کو تیس دینار دیتے ہوئے کہا کہ اسے دے دو اور میری طرف سے معذرت کر دو۔ آپؒ کے ساتھی نے کہا کہ اس کے لئے تو صرف دس دینار ہی کافی ہیں تو آپؒ نے اسے فرمایا کہ تم پر افسوس ہے، اسے دے دو۔

اسی طرح ایک اور واقعہ آتا ہے کہ ایک دفعہ امام الشافعیؒ صنعا سے مکہ جا رہے تھے تو آپؒ کے پاس دس ہزار دینار تھے۔ آپ ایک جگہ خیمہ لگا کر ٹھہرے۔ لوگوں کو پتا چلا تو مختلف اطراف سے آپ سے ملنے آئے۔ ان میں سے بہت سے لوگ ضرورت مند بھی تھے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ جب امام الشافعیؒ لوگوں کی ملاقات سے فارغ ہوئے تو آپؒ کے پاس ایک دینار بھی نہیں تھا۔

(سیرت حضرت امام شافعی صفحہ 124)

اسی طرح ایک دفعہ آپؒ کے پاس ایک امیر کا غلام کچھ نذرانہ لے کر آیا۔ آپؒ نے اسے رکھ لیا۔ کچھ دیر بعد ایک ضرورت مند آپؒ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میری بیوی کے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے اور ہمارے پاس کچھ نہیں ہے۔ آپؒ نے وہی نذرانہ اسے دے دیا۔

دوستوں اور شاگردوں کا خیال رکھنا

حضرت امام الشافعیؒ اپنے دوستوں اور شاگردوں کا بڑا خیال رکھتے تھے۔ آپؒ کے ایک دوست کی شادی ہوئی تو آپؒ نے اس سے پوچھا کہ تم نے مہر کتنا رکھا ہے؟ وہ کہنے لگا کہ تیس دینار جس میں سے چھ دینار دے چکا ہوں۔ اس پر امام الشافعیؒ نے اسے چوبیس دینار دے دیے۔ (سیرت حضرت امام شافعی صفحہ 126) حضرت امام الشافعیؒ نے اپنی ایک کنیز کو اسی کام کے لئے مقرر کیا ہوا تھا کہ آپؒ کے دوستوں اور مہمانوں کے لئے حلوے اور میٹھے بنائے۔ آپؒ احباب کو کھلا کر بہت خوشی محسوس کرتے تھے۔

امام الشافعیؒ بہت عبادت گزار تھے

حضرت امام الشافعیؒ بہت عبادت گزار شخص تھے۔ دن میں تو عبادت کیا ہی کرتے تھے آپؒ نے رات کے بھی تین حصے کئے ہوئے تھے۔ پہلے حصہ میں آپؒ تصنیف کا کام کرتے تھے۔ دوسرے حصہ میں نوافل پڑھتے تھے اور تیسرے حصہ میں سوتے تھے۔

(امام شافعی کی سیرت صفحہ 12)

حضرت امام الشافعیؒ کہتے ہیں کہ ’میں نے سولہ سال سے کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا اس لئے کہ پیٹ بھر کھانا بدن کو بوجھل بنا دیتا ہے اور دل کو سخت کر دیتا ہے، ذہانت کو ختم کر دیتا ہے، نیند کو لاتا ہے، آدمی کو عبادت میں سست کر دیتا ہے۔

(سیرت حضرت امام شافعی صفحہ 121)

سادات سے محبت اور ان کا ادب و احترام

حضرت امام الشافعیؒ سادات کی بہت عزت اور احترام کرتے تھے۔ خواہ بڑے ہوں یا بچے۔ چنانچہ آتا ہے کہ ایک مرتبہ دورانِ سبق سیّدوں کے کم سن بچے کھیل کود رہے تھے اور جب وہ نزدیک آتے تو تعظیماً آپ کھڑے ہو جاتے اور دس بارہ مرتبہ یہی صورت پیش آئی۔ (تذکرۃ الاولیاء صفحہ 144) یہی وجہ تھی کہ آپ پر رافضی اور شیعہ ہونے کے الزام بھی لگائے گئے کیونکہ آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور انکی اولاد سے تعلق محبت کا اظہار کرتے تھے۔ اسی وجہ سے یہ الزام بھی لگایا گیا کہ آپ حکومت کو گرانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ آپ کو ایک مرتبہ خلیفہ ہارون رشید کے دربار میں بھی یمن کے ان ملزمین کے ساتھ لایا گیا جن پر شیعہ ہونے کا الزام تھا۔ اور ان سب کو قتل کرا دیا گیا مگر آپ کی ضمانت امام محمد بن حسن نے دی کہ یہ شورش پسند نہیں بلکہ علم پسند ہیں اور اس طرح آپ بچ گئے۔ (تاریخ افکارِ اسلام صفحہ 149، از ملک سیف الرحمٰن صاحب) ایسے ہی الزامات کی وجہ سے حضرت امام شافعیؒ کو یہ شعر کہنا پڑا کہ

إِنْ كَانَ رَفْضًا حُبُّ آلِ مُحَمَّدٍ
فَلْيَشْهَدِ الثَّقَلَانِ أَنِّي رَافِضِي

اگر آلِ محمدؐ سے محبت رفض ہے تو ثقلان گواہ ہیں کہ میں رافضی ہوں

امام الشافعیؒ کی کتب

حضرت امام الشافعیؒ بہت بلند پایہ عربی ادیب و شاعر تھے۔ آپؒ نے بہت سی کتب بھی لکھیں۔ آپؒ کی بعض تصانیف کے اسماء یوں ہیں: احکام القرآن، مسند الامام الشافعی، کتاب الرسالہ، کتاب الاُم وغیرہ۔ (حیات امام الشافعی از کامران اعظم سوہدروی) آپؒ قرآن و سنت پر سختی سے کاربند تھے۔ آپ نے یہاں تک فرمایا ہوا تھا کہ ’’جب تم میری کتاب میں سنتِ رسولؐ کے خلاف دیکھو تو سنت کو اختیار کرو اور میرے قول کو چھوڑ دو۔‘‘ (سیرت حضرت امام شافعی صفحہ 132) امام الشافعیؒ کے بہت سے شاگرد تھے جن میں سے ایک حضرت امام احمد بن حنبلؒ بھی تھے۔

حضرت امام الشافعیؒ کے چند اشعار ذیل میں درج ہیں:

إِذَا حَارَ أَمْرُكَ فِي مَعْنَيَيْنِ
وَلَمْ تَدْرِ حَيْثُ الْخَطَا وَ الصَّوَابُ
فَخَالِفْ هَوَاكَ فَإِنَّ الْهَوٰى
يَقُوْدُ النُّفُوْسَ إِلٰى مَا يُعَابُ

جب تیرا معاملہ دو چیزوں کے درمیان پریشان ہو، غلط اور صحیح کو نہ پہچان سکے۔ تو خواہش نفس کی مخالفت کر کیونکہ خواہش نفس انسان کو عیب دار چیزوں کی طرف لے جاتی ہے۔

امام الشافعیؒ کا حلیہ

حضرت امام الشافعیؒ دراز قد، موزوں اندام، گورے، خوبصورت، بارعب آدمی تھے۔ ہاتھ لمبے تھے اور پیشانی کشادہ، بھویں ابھری ہوئیں، داڑھی متوسط تھی۔ خوبصورت آواز تھی اور زبان فصیح و بلیغ تھی۔ آپ کی آواز میں بے پناہ کشش اور تاثیر تھی۔ خواہ بات کر رہے ہوں خواہ مباحثہ و مناظرہ ہمیشہ نرم زبان کا استعمال کرتے تھے۔

امام الشافعیؒ کی وفات

حضرت امام الشافعیؒ کی وفات رجب کی آخری تاریخ جمعہ کی شب کو 204 ہجری میں ہوئی۔ جمعہ کے دن آپؒ کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور آپ کی میت کو دفنایا گیا۔ آپؒ کو قاہرہ کے باہر قبرستان ’’قرافۃ الصغریٰ‘‘ میں دفن کیا گیا۔

(سیرت حضرت امام شافعی صفحہ 148)

امام الشافعیؒ کے اہل و عیال

حضرت امام الشافعیؒ کی ایک اہلیہ حمدہ اور ایک جاریہ (لونڈی) تھیں۔ آپؒ کی اہلیہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نسل سے تھیں۔ ان کا نسب نامہ اس طرح سے ہے۔ حمدہ بنت نافع بن عینیہ بن عمر بن حضرت عثمانؓ بن عفان۔ (حیات امام شافعی صفحہ 47) آپؒ کو اللہ تعالیٰ نے تین بیٹوں اور دو بیٹیوں سے نوازا تھا۔ دو لڑکے تو بچپن میں وفات پا گئے۔ ایک کو اللہ تعالیٰ نے زندگی دی جن کا نام محمد اور کنیت ابوعثمان تھی۔ آپؒ کی بیٹیوں کے نام فاطمہ اور زینب تھے۔

امام الشافعیؒ کے متعلق خواب

ربیع بن سلیم کہتے ہیں کہ امام الشافعیؒ کی وفات کے بعد میں نے انہیں خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ کیا معاملہ ہوا۔ اس پر آپؒ نے فرمایا کہ ’’ربیع! خدا نے مجھے اپنے انعام سے بخش دیا، سونے کی کرسی پر بٹھا کر فرشتوں سے مجھ پر عمدہ موتی نثار کرائے۔‘‘

(سیرت حضرت امام شافعی صفحہ 149)

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 3

وصیت کی اور نظام جماعت کی، نظام خلافت کی، وہ لوگوں کے گھروں میں بھجوا کریں۔ Message، آپ text message بھیج دیتے ہیں ناں، نماز کا وقت بدل گیا تو یہ message ہے فوری طور پر viral ہوتا ہے آپ کا message اپنی جماعت میں۔ اب سرکلر تو جاتا کوئی نہیں۔ فونوں میں message چلے جاتے ہیں تو فونوں پہ روزانہ ایک اقتباس ڈال دیا کریں تو لوگ پڑھ لیں گے اس بہانے۔ اُن کی تربیت ہوتی جائے گی۔ جب تربیت ہوگی تو خود بخود توجہ پیدا ہوگی نیکیوں کی طرف۔ اور جب رسالہ الوصیت سے اقتباسات پڑھ کے دیکھیں گے کہ نیکی کی طرف توجہ دلائی گئی ہے، خلافت کے ساتھ تعلق کی طرف توجہ دلائی گئی ہے، خلافت کی اہمیت کے بارہ میں توجہ دلائی گئی ہے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقام کی طرف اُس میں توجہ دلائی گئی ہے، وصیت کی اہمیت کی طرف توجہ دلائی گئی ہے تو پھر تربیت بھی ہوجائے گی، وصیت کی طرف توجہ بھی ہوجائے گی۔ نمازوں کی طرف توجہ بھی ہوجائے گی۔ اور آپ کا سیکرٹری مال کا کام خود بخود ویسے ہی پورا ہوجائے گا۔

(This Week with Huzoor مؤرخہ 18 فروری 2022ء)

مطبوعہ الفضل آن لائن 14/ مارچ 2022ء)

بقیہ: برکینافاسو میں ’’مسجد بیت الرحمٰن‘‘ ...... از صفحہ 9

کو آباد کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ آپ نے بتایا کہ مسجد تعمیر کرنے والوں کو جنت میں گھر کی خوشخبری عطا کی گئی ہے۔

اس کے بعد آپ مسجد کے دروازے کے ساتھ دائیں طرف لگی ہوئی افتتاحی نیم پلیٹ کی طرف تشریف لے گئے اور اس کی نقاب کشائی کرنے کے بعد دعا کروائی۔ دعا کے بعد احباب جماعت و دیگر مہمانان گرامی مسجد میں داخل ہوئے اور مکرم محمد شریف عودہ صاحب کی اقتداء میں نماز ظہر ادا کی۔ اس تقریب میں دو صد سے زائد احباب نے شرکت کی توفیق پائی۔

مشن ہاؤس کی تعمیر

اس قطعہ زمین پر جماعت نے مشن ہاؤس بھی تعمیر کیا ہے۔ تین کمروں، ڈرائنگ، ڈائنگ، کچن اور دو واش رومز پر مشتمل خوبصورت مشن ہاؤس بھی مسجد کی تعمیر کے ساتھ ہی مکمل ہوگیا ہے۔ مشن ہاؤس کا افتتاح بھی مکرم محمد شریف عودہ صاحب نے کیا اور اس کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’پس ہمیں یہ دعا کرنی چاہئے کہ اے اللہ ہمیں کامل مومن بندہ بنا کیونکہ مومن بننا بھی تیرے فضلوں پر ہی منحصر ہے، تیرے فضلوں پر ہی موقوف ہے۔ آخرت پر ہمارا ایمان یقینی ہو۔ جب تیرے حضور حاضر ہوں تو یہ خوشخبری سنیں کہ ہم نے مسجدیں تیری خاطر بنائی تھیں۔ تیری عبادت ہر وقت ہمیشہ ہمارے پیش نظر تھی اور تیرے دین کا پیغام دنیا تک پہنچانا ہمارے مقاصد میں سے تھا۔ پس اسی لئے ہم مسجدیں بناتے ہیں اور بناتے رہے ہیں اور اسی وجہ سے ہم نمازوں کی طرف توجہ دیتے رہے۔ کوئی نام نمود، کوئی دنیا کا دکھاوا ہمارا مقصد نہ تھا۔ اے اللہ ہماری تمام مالی قربانیاں تیری خاطر تھیں کہ تیرا نام دنیا کے کونے کونے میں پہنچے اور تیرے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا میں سر بلند ہو۔ اور تیرا تقویٰ ہمارے دلوں میں اور ہماری نسلوں کے دلوں میں قائم ہو اور ہمیشہ قائم رہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 16/ جون 2006ء)

ایڈیٹر کے نام خطوط

• مکرمہ ثمرہ خالد۔ جرمنی سے لکھتی ہیں:

آٹھ روز پر مشتمل یومِ مسیح موعودؑ نمبر ادارہ الفضل اور لکھاریوں کی محنتِ شاقہ کا منہ بولتا ثبوت تھا۔ منفرد نوعیت کی تحریرات پڑھنے کو ملیں کہ کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روحانی فوج کے مجاہدین علم محمدی کو تھامے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام کے مِصداق بنتے ہوئے دُنیا کے کناروں تک پہنچے۔

روزنامہ الفضل تو ایک گلدستہ کی مانند ہے۔ جس کا ہر پھول (تحریر) اپنی نوعیت میں ایک منفرد حیثیت رکھتی ہے۔ یوں تو محنت کے اعتبار سے ہر تحریر اپنا مقام اور تاثیر رکھتی ہے لیکن میرے نزدیک الفضل کے صفحۂ اول کو روزانہ نئے اور ایک ہی عنوان کے تحت ترتیب دینا یقیناً گرانقدر تحقیقی کام ہے جو بلاشبہ تحسین کا متقاضی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے الفضل کو مزید ترقیات سے نوازے اور خدا، اس کے پیارے رسولؐ اور پیارے مسیحؑ سے عشق و محبت کے جو جام یہ ہمیں پلاتا ہے ہم اس کے ہر گھونٹ سے اپنی زندگیوں میں پاک تبدیلیاں لانے والے ہوں۔ آمین

آپ کے اداریہ کی خوبصورتی یہ ہے کہ اس میں جس طرح بظاہر معمولی نظر آنے والی بات کو انتہائی خوبصورت انداز میں دین سے مربوط کر دیا جاتا ہے، وہ قابل ستائش ہے۔ لوگوں کی اکثریت ان محاوروں، باتوں کو اُس زاویے سے نہیں دیکھتی جس نظر اور زاویے سے آپ کی تحریر ہمیں دکھاتی اور سمجھاتی ہے۔ پھر وہ تحریر ''بھانڈے قلعی کرا لو'' ہو یا When it's gone.It's gone ہو اپنا گہرا اثر دلوں پر چھوڑتی ہے۔

• مکرم حسن محمود لکھتے ہیں:

الفضل کے 15 اپریل 2022ء کو شائع کردہ مضمون ''چالیس کا ہندسہ اور ہماری ذمہ داریاں'' میں آپ نے چالیس پر بہت عمدہ تحقیق پیش کی ہے جو فرداً فرداً تو پڑھی ہوئی ہے مگر اس کو اداریہ ہذا میں بہت خوبصورت انداز میں لڑی میں پرویا گیا ہے۔

• مکرم چوہدری منیر مسعود لکھتے ہیں:

الفضل کو آپ نے نئی جہت دے دی ہے۔ تربیتی نقطۂ نظر سے آپ کے اداریے بہت عمدہ، دلچسپی کا باعث اور سبق آموز ہوتے ہیں۔

• مکرمہ صدف علیم صدیقی۔ کینیڈا سے لکھتی ہیں:

بے شک ہمیں ہی رونے کا سلیقہ نہیں ہوتا ''ورنہ بڑے کام کا ہے یہ آنکھوں کا پانی'' گزشتہ دنوں ایک ورچوئل ملاقات میں کسی نے پیارے حضور انور سے نماز میں لذت حاصل کرنے کے بارے میں سوال کیا تھا تو آپ ایدہ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ رونی شکل ہی بنا لیا کرو آخر کار رونا آ جائے گا اور جسے سجدے میں رونا آ جائے اسکے لیے اس کی لذت ہر لذت سے بڑھ کر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی وہ بینا آنکھیں عطا کرے جن سے نکلنے والے آنسو عرش کے پائے کو ہلا دیں اور رحمت خداوندی کو جوش میں لا کر اپنی مناجات کو درجہ قبولیت بخشوا لیں۔

• مکرم آصف محمود باسط۔ لندن لکھتے ہیں:

الفضل کے 15 اپریل 2022ء کو شائع کردہ اداریے ''چالیس کا ہندسہ اور ہماری ذمہ داریاں'' کا لطف آیا اور توجہ ہوئی۔

• مکرمہ درثمین احمد۔ جرمنی سے لکھتی ہیں:

''چالیس کا ہندسہ اور ہماری ذمہ داریاں'' ایک نہایت عمدہ اور ہمیں ہماری ذمہ داریوں کی جانب توجہ دلانے والا مضمون ہے جسے آپ نے بہت خوبصورت مثالوں سے مزین کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے ان سے احسن رنگ میں عہدہ براہ ہونے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

اسی طرح مورخہ 16 اپریل 2022ء کو شائع کردہ مضمون بعنوان ''پیشہ ہے رونا ہمارا، پیش رب ذوالمنن'' میں جس خوبصورتی سے آپ نے خدا کے حضور بہنے والے پانی جسے دنیا آنسو کہتی ہے کو احساس، محبت، ندامت، خوشی، دکھ، خوف اور دیگر کیفیات سے جوڑا ہے اس نے تو سچ میں رلا دیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری آنکھوں کے پانی میں وہ تاثیر رکھ دے جو خدا کی رحمت کو جوش میں لائے اور وہ ہماری مناجات اور دعاؤں کو قبول فرمائے، آمین۔

آج کی دعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ (صحیح البخاری، کتاب الاذان باب الدعاء قبل السلام، حدیث: 834)

ترجمہ: اے اللہ! مَیں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے اور تیرے سوا کوئی گناہ کو نہیں بخشتا۔ پس تو اپنی مغفرت سے مجھے ڈھانپ لے اور مجھ پر رحم فرما۔ یقیناً تو بہت بخشنے والا بار بار رحم کرنے والا ہے۔

یہ سید و مولیٰ، مقدس الانبیاء، پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی جامع دعائے مغفرت ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپؓ نے ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ سے عرض کی کہ مجھے کوئی دعا سکھائیں جو مَیں بطور خاص نماز میں کیا کروں۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ دعا پڑھا کرو (مندرجہ بالا دعا)

مرسلہ: مریم رحمٰن

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

مرزا خلیل احمد بیگ۔ نمائندہ الفضل آن لائن گھانا

جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا کی سالانہ کھیلیں 2022ء

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا کی سالانہ کھیلیں 24 تا 27 مارچ 2022ء نہایت عمدگی سے منعقد ہوئیں۔ گذشتہ دو سالوں سے Covid-19 کی وجہ سے بہت سے اجتماعی پروگرام اور مقابلہ جات منعقد نہیں کئے جارہے تھے تاہم اب وباء کے کیسز میں نمایاں کمی کے بعد یہ پروگرام منعقد کیا گیا اور طلباء نے بھرپور جوش وخروش سے ان تمام مقابلہ جات میں حصہ لیا۔ 24 مارچ کو کھیلوں کا افتتاح مکرم فہد احمد سیّد صاحب (انچارج شعبہ کھیل اور منتظم اعلیٰ سالانہ کھیلیں) نے 4 بجے آسمبلی گراؤنڈ میں نصائح اور دعا کے ساتھ کیا۔ 4 دنوں میں متعدد انفرادی اور اجتماعی مقابلہ جات منعقد ہوئے۔ انفرادی مقابلہ جات میں 100میٹر ریس، 400 میٹر ریس، ٹیبل ٹینس سنگل، لمبی چھلانگ، ثابت قدمی، تھالی پھینکنا، کلائی پکڑنا، نشانہ غلیل، گولہ پھینکنا، پنجہ آزمائی، ٹرپل جمپ، سلو سائیکلنگ اور مشاہدہ معائنہ شامل تھے۔

اجتماعی مقابلوں کے لئے جامعہ کے طلباء کو 4 گروپس میں تقسیم کیا گیا ہے۔ امانت، شفقت، عدالت اور قناعت۔ اجتماعی مقابلوں کی تفصیل یہ ہے: فٹبال، والی بال، رسّہ کشی، ٹیبل ٹینس ڈبل، میرو ڈبہ، باڑی، ریلے ریس اور تین ٹانگ دوڑ۔

ان سب مقابلوں کے علاوہ روک دوڑ بھی منعقد ہوئی جس میں طلباء کے درمیان مختلف رکاوٹیں عبور کرکے منزل مقصود تک پہنچنے کا مقابلہ ہوتا ہے۔اس دفعہ 21 قسم کی رکاوٹیں بنائی گئی تھیں اور 40 طلباء نے اس میں بھی ذوق و شوق سے حصہ لیا۔کھیلوں کے ایام میں اساتذہ اور طلباء کے مابین کرکٹ کا ایک میچ بھی ہوا نیز اساتذہ کے مابین میوزیکل چیئر کا مقابلہ بھی کروایا گیا۔ پروگرام کے مطابق آخری روز Taekwondo اور Physical Fitness کا دلچسپ پروگرام بھی پیش کیا گیا۔تمام ایام میں کھلاڑیوں کے لئے مناسب ریفریشمنٹ اور طبی امداد کا انتظام بھی موجود تھا۔

کھیلوں کے آخر پر تقسیم انعامات کی تقریب منعقد ہوئی۔جس کی صدارت محترم مرزا خلیل احمد بیگ صاحب وائس پرنسپل نے کی انہوں نے 27 مارچ کو سوا بارہ بجے دوپہر رپورٹ پڑھے جانے کے بعد انعامات تقسیم کیے۔ بہترین کھلاڑی عزیزم کانوہلوفودی طالب علم درجہ خامسہ اور بہترین گروپ شفقت قرار پایا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس تقریب کو طلباء اور اساتذہ کے لئے باعث برکت بنائے۔ ان کی ہمت و قوت میں اضافہ کرے اور روحانیت کے ساتھ ساتھ جسمانی قویٰ کو بھی بڑھانے اور ترقی دینے اور انہیں دین کی خدمت کے لئے استعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

چھوٹی مگر سبق آموز بات

کووڈ 19 نے جہاں ہمارے جماعتی پروگرامز کی راہیں مسدود کیں۔ تو وہیں جدید ٹیکنالوجی نا صرف نئی راہیں کھولنے بلکہ بہت سے کاموں کو آسان بنانے کا باعث بھی بنی۔ ایسے میں ایک طبقہ تو وہ تھا جس نے اس ٹیکنالوجی کو متعارف کروایا۔ ایک طبقہ وہ تھا جس نے وقت کے تقاضوں کو سمجھتے ہوئے قدم سے قدم ملا کر چلنے کی کوشش کی۔ لیکن ایک طبقہ ایسا ہے جو آج بھی (ڈھائی سال گزر جانے کے باوجود) کانفرنس کالز، زوم، اور ویبکس میٹنگز میں شامل ہو کر اپنے فون کا مائیک بند کرنا نہیں سمجھ پایا۔ اور مائیک بند نہ ہونے کے باعث اُن کے گھر کا شور اور آپس کی گفتگو پروگرامز میں خلل کا باعث بنتی ہے۔

یہ بات بجا ہے کہ ہر شخص ٹیکنالوجی کو نہیں سمجھ سکتا لیکن اگر صرف اِس نیت سے کسی کام کو کرنے یا سیکھنے کی کوشش کی جائے کہ میری لاعلمی کسی کے لیے پریشانی اور تکلیف کا باعث نہ بن جائے تو اللہ تعالیٰ انسان کے خلوصِ نیت کی بدولت ہر امر کو آسان کر بنا دیتا ہے۔ سو کوشش کرنی چاہیے کہ ہم لوگوں میں آسانیاں بانٹنے کی غرض سے کچھ نیا سیکھنے کے عمل کو ہمیشہ جاری رکھیں۔

مرسلہ: ثمرہ خالد۔ جرمنی

طلوع وغروب آفتاب

10 مئی 2022ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	04:22	18:50
مدینہ منورہ	04:15	18:56
قادیان	04:04	19:15
ربوہ	03:44	18:55
اسلام آباد ٹلفورڈ	03:51	20:39

فقہی کارنر

حدیث کا حقیقی مقام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

’’ہماری جماعت کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ اگر کوئی حدیث معارض اور مخالف قرآن اور سنت نہ ہو تو خواہ کیسے ہی ادنیٰ درجہ کی حدیث ہو اُس پر وہ عمل کریں اور انسان کی بنائی ہوئی فقہ پر اُس کو ترجیح دیں اور اگر حدیث میں کوئی مسئلہ نہ ملے اور نہ سنّت میں اور نہ قرآن میں مل سکے تو اس صورت میں فقہ حنفی پر عمل کریں کیونکہ اس فرقہ کی کثرت خدا کے ارادہ پر دلالت کرتی ہے اور اگر بعض موجودہ تغیرات کی وجہ سے فقہ حنفی کوئی صحیح فتویٰ نہ دے سکے تو اس صورت میں علماء اس سلسلہ کے اپنے خداداد اجتہاد سے کام لیں لیکن ہوشیار رہیں کہ مولوی عبداللہ چکڑالوی کی طرح بے وجہ احادیث سے انکار نہ کریں ہاں جہاں قرآن اور سنت سے کسی حدیث کو معارض پاویں تو اُس حدیث کو چھوڑ دیں۔‘‘

(ریویو برمباحثہ بٹالوی و چکڑالوی، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 212)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)